تالیف : علی محمدؐ دخیل

امام زین العابدین علیہ السلام

ترجمہ : سیّد صفدر حسین نجفی

ناشر: مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز

امام

زین العابدین علیہ السلام

تالیف

علی محمد علی دخیل

ترجمہ

مولینا سید صفدر حسین نجفی

ناشر

مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز

۱۰۔ گنگا رام بلڈنگ شاہراہِ قائداعظم ۔ لاہور

فون نمبر ۳۲۰۵۷۱

نام کتاب :۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

تالیف :۔ علی محمد علی دخیل

مترجم :۔ مولانا سید صفدر حسین نجفی

ناشر :۔ مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز

زیر اہتمام :۔ مصباح القرآن ٹرسٹ

کتابت :۔ دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ

مطبع :۔ زاہد بشیر پرنٹرز ۔ لاہور

تاریخ اشاعت :۔ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

ہدیہ :۔ ۲۰/- روپے

ملنے کا پتہ

قرآن سنٹر

۲۴ ۔ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	اہداء	۷
۲	یہ کتاب	۸
۳	آپؑ کا تعارف چند سطور میں	۱۱
۴	آپؑ کی نصِ خلافت۔	۱۳
۵	آپؑ کی عبادت	۱۵
۶	آپؑ کی سیرت کا ایک گوشہ	۱۹
۷	آپؑ کا کرم و احسان	۲۴
۸	آپؑ کے آزاد کردہ غلام	۲۸
۹	آپؑ کے بعض خطبات	۳۰
۱۰	آپؑ کی بعض وصیتیں	۳۷
۱۱	آپؑ کے بعض خطوط	۴۱
۱۲	آپؑ کے بعض کلمات قصار	۴۷
۱۳	آپؑ کے بعض جوابات	۵۱
۱۴	رسالۂ حقوق۔	۵۶
۱۵	آپؑ کی بعض دعائیں۔	۵۹
۱۶	آپؑ کی قبولیت دعاء۔	۶۹

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۷۲	آپؑ کے کچھ اشعار	۱۷
۷۹	امامؑ علماء و اکابرین کی نظر میں	۱۸
۸۶	فرزدق کا قصیدہ	۱۹
۹۳	خاتمۃ المطاف	۲۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی تعلیمات کو اردو داں طبقے میں عام کیا جائے۔

چنانچہ بارہ ۱۲ کتابوں پر مشتمل "ہمارے ائمہؑ" کے نام سے ایک سیریز قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

یہ لبنان کے معروف عالم دین جناب علی محمد علی دخیل کی ان بارہ کتابوں کا ترجمہ ہے جو انہوں نے عربی زبان میں "ائمتنا" کے نام سے لکھی تھیں۔

ان کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ جناب مولانا سید صفدر حسین نجفی صاحب قبلہ نے کیا ہے۔

ادارہ جناب سید شکیل حسین موسوی کا ممنون ہے کہ انھوں نے وقت نکال کر اس ترجمے پر نظرثانی کی جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

ائمہ اطہار کے افکار کی روشنی گھر گھر پھیلنی چاہیئے۔ یہ بات تو آج وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے آج غیر مسلموں نے اس کرۂ ارض کو جس بے چینی اور کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اس کا مداوا ان ہی ذواتِ مقدسہ کی پیروی میں ہے۔ جس قدر ہم ان پاک ہستیوں سے قریب ہوں گے اتنا ہی ہمارے مسائل کے حل بھی جلدی نکلتے چلے آئیں گے۔

ائمہ اطہار علیہم السلام سے تمسک اب محض ذاتی اور انفرادی عقیدے کی بات نہیں رہی بلکہ یہ معاشرے کے صحن میں اقدار کی سرفرازی کے لیے بھی لازم ہوگیا ہے۔ بین الاقوامی روابط کس

نہج پر استوار ہوں اس کے تعین کے لیے بھی ہمیں ائمہؑ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ آپ ہی بتائیں گے کہ صلح کس طرح کی جائے اور جنگ کس طرح۔ آپؑ ہی معاشرے میں خواتین کے کردار کا تعین کریں گے آپ ہی سے پتہ چلے گا کہ ہمارا دوست کون ہے اور ہمارا دشمن کون ہیں حضراتؑ ہم کو بتائیں گے کہ ہمارے لیے مفید کیا ہے اور ضرر رساں کیا۔ آپؑ ہی سے ہم جان سکیں گے کہ دنیا میں حسنہ کیا ہے اور آخرت میں حسنہ کا حصول کس طرح ممکن ہے۔ دوسرا چارہ کار نہیں۔

آیئے آج ہم حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام کے افکار و حالات کے مطالعے سے اپنی زندگی کی جہت اور سمت کا تعین کریں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں محمد و آل محمدؐ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز۔ لاہور

اھداء

اے امیر المومنینؑ! آپ کے پوتے اور ہم نام علی بن الحسین علیہما السلام کے حالاتِ زندگی پر مشتمل یہ چند صفحات پیشِ خدمت ہیں۔ میرے آقاؑ! انھیں قبول فرمایئے۔

آپ کا غلام

علی محمد علی دخیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب

"ہمارے ائمہؑ ایک ایسا منفرد نسخہ ہے کہ ابتدائے عالم سے آج تک اس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور بڑے ہی تعجب کی بات ہے کہ باوجود وہ آیات و روایات و احادیث، کہ جو ائمہؑ کے بارے بیان کرتے ہیں اور جو روایات ان کے علم، عمل، عبادات، زہد، ورع، اخلاق، کرم، شجاعت اور سخاوت کے بارے میں مذکور ہیں امت ان کی امامت پہ مجتمع نہیں ہو سکی نہ تو انہوں نے شیعوں کے ساتھ نص و تعین پر موافقت کی ہے کہ امامت انہیں میں منحصر ہے جب کہ رسول اعظمؐ نے ان پر نص کی ہے اور ایک ایک کا نام لے کر معین کیا ہے، جیسے ہم آپ کے سامنے پہلی کتاب میں بیان کر چکے ہیں اور نہ ہی ان کی رائے یہ ہے کہ خلافت افضلیت کی بنا پر ہے پھر تو خلافت ان ہی کے لیے ہو گی ہرگز ان سے باہر نہ جا سکے گی کیونکہ اس امت میں نسب کے لحاظ سے افضل اور حسب و کردار کے اعتبار سے زیادہ پاکیزہ اور علم و عمل کی نظر سے سب سے بہتر، اور مکارم اخلاق میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

امت کے ایک حصہ کا آئمہ اہل بیت کی امامت کے اقرار کو معطل چھوڑ دینا ان پر ظلم اور ان کے حقوق کو نظر انداز کرنا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کے لیے مقرر کیے ہیں۔ یہ امر اس وقت کے لوگوں کا باوجود ان کے فضل اور جلالت مقام کو جاننے کے صراط مستقیم سے ہٹنے اور حق کا انکار کرنے کی وجہ سے اپنے نفس پر بھی ظلم ہے۔ وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا"

اور اس کا انہوں نے ظلم و تکبر و علو کی بنا پر انکار کیا جب کہ ان کے نفوس اس پر یقین رکھتے تھے۔ اور یہ واقعہ بہت سے حزن و ملال کا حامل ہے اور اس انجام اور نتیجہ کا بہت بڑا بوجھ صدر اول پہ جاتا ہے۔

اور اللہ کی اپنی مخلوق میں مختلف شان ہے۔

اس کتاب میں ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے چوتھے امام حضرت ابو محمد علیؑ بن

الحسینؑ بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کے حالات زندگی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مگر حیران ہوں کہ ابتدا کہاں سے کروں۔ کیا اولاً آپ کے وہ مصائب بیان کروں کہ جیسے مصائب دنیا بھر میں کسی شخص کو بھی درپیش نہیں آئے۔ آپ کی ذات گرامی وہ ہے کہ جس نے واقعۂ کربلا میں ابتداء سے انتہا تک قیام کیا اور آپ وہی ہیں کہ جنہوں نے میدان کربلا میں اپنے باپ، بھائیوں، چچوں، چچازاد بھائیوں اور اپنے والد بزرگوار کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لاشے پڑے ہوئے دیکھے اور عاشور کی عصر کے وقت آل رسولؐ کی خواتین و اطفال کو پریشانی کی حالت میں ایک خیمے سے دوسرے خیمے کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا جب کہ قوم کے منادی پکار رہے تھے کہ ان ظالموں کے گھروں کو جلا دو اور آپ کا صبر کتنا عظیم تھا کہ آپ ابن مرجانہ کو اپنی چھڑی سے اپنے والد گرامی حسین مظلومؑ کے دندان مبارک پر ضربیں لگاتے دیکھ رہے تھے اور اس گردش ایام کا خاتمہ بازار شام، مجلس و دربار یزید بن معاویہ اور بنی امیہ کی بے حد خوشی و شماتت پر ہوا۔

فلو ان ایوب رأی بعض ما رأی　　　　لقال نعم هذا العظیمة بلوا ء

اگر ایوب نبی بھی ان کے پیش آمدہ مصائب میں سے بعض کو دیکھتے تو کہتے کہ ہاں ان کا امتحان زیادہ عظیم ہے۔

خدا کی قسم آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں صرف حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت ہی کم تر و بے حقیقت نہیں بلکہ روز ازل سے قیامت تک بنی آدم کو پہنچنے والی مصیبتیں اور سختیاں ہیچ و بے اصل ہیں۔ جب آپ کے مصائب کے لیے ایک محیط وسیع اور میدان بسیط ہے تو آپ کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں کیا کیا عبرتیں اور درس نہ ہوں گے۔ آپ عبادت کی انتہا تھے جیسا کہ ابن ابی الحدید کہتا ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ اہل سیر و تراجم اس پر متفق ہیں کہ آپ ہر شب و روز میں ہزار رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ اور اونٹ کے گٹوں کی طرح آپ کے اعضاء سجدہ پر گٹے تھے۔ جنہیں آپ سال میں دو مرتبہ کٹواتے تھے۔ اور لوگوں میں آپ کے القاب زین العابدین، سجاد، ذوالثفنات (گٹوں والے) اور سید العابدین مشہور تھے۔ آپ کی سیرت بھی ایک مثالی سیرت تھی کہ جس پر نبی یا وصی نبی کے علاوہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ ورنہ کیا دنیا میں کوئی ہے جس سے ایسے امر کا اظہار ہو سکے۔ کہ مروان بن حکم جیسے شقی دشمن اہل بیت کے اہل و عیال کو واقعۂ حرہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ متضم

کرے یا اہل مدینہ کے سوگھروں کے اخراجات برداشت کرے یا آٹے کی بوریاں اپنی پشت پر اٹھا کر فقرا و مساکین کے گھروں کے چکر لگائے اور اس طرح پوشیدہ طور پر پہنچائے کہ وہ آپ کو جانتے پہچانتے نہیں تھے۔

اگر آپ کی دعاؤں کا ذکر کریں تو قرآن کریم اور نہج البلاغہ کے بعد آپ کی دعاؤں کا یہ ذخیرہ آل محمدؐ کی زبور اور الٰہیات کا ایک بڑا مجموعہ ہے۔ بخوف طوالت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ پس آپ کے سامنے اس کتاب کے صفحات ہیں جو آپ کی زندگی کے بعض پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور آپ کے کلام کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں۔ بہرصورت آپ کی باوقار خوبیوں اور بلند پایہ سیرت اور بے مثال کرم و احسان کی یہ ایک چھوٹی سی تصویر ہے؛

آپ کا مختصر تعارف چند سطور میں

آپؑ کے دادا: امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

آپؑ کے والد: حسینؑ شہید ہیں۔

آپؑ کی والدہ: شاہ زنان بنت یزدجرد ابن شہریار بن کسریٰ شاہ ایران ہیں۔ اس خاتون کا نام امیر المومنینؑ نے "مریم" رکھا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "فاطمہ" رکھا تھا اور سیدۃ النساء کے لقب سے پکاری جاتی تھیں

آپؑ کے بھائی: علی اکبر اور عبد اللہ رضیع (شیر خوار) ہیں جو دونوں کربلا میں شہید ہو گئے۔

آپؑ کی بہنیں: سکینہ و فاطمہ ہیں۔

آپؑ کی ولادت: مدینہ میں پانچ شعبان ۳۸ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے۔

آپؑ کی کنیت: ابو محمدؐ

آپؑ کے القاب: زین العابدین، سید الساجدین، سید العابدین، زکی، امین اور ذو الثفنات ہیں آپ کربلا کے خونیں واقعہ میں موجود تھے اس دردناک واقعہ کے بعد راہ میں، کوفہ و شام کے دربار و بازار میں آپ خاندان کے اہل و عیال پر نگراں تھے۔

آپؑ کی ازواج میں سے زیادہ معروف فاطمہ بنت امام حسنؑ سبط ہیں۔

آپؑ کے بیٹے: عبد اللہ، حسن، حسین، زید، عمر، حسین اصغر، عبد الرحمن، سلیمان، علی اور محمد الاصغر

آپؑ کی بیٹیاں: خدیجہ، اُم کلثوم، فاطمہ اور علیہ ہیں۔

آپؑ کی انگوٹھی کا نقش "وما توفیقی الا باللہ" ہے۔

آپؑ کا شاعر: فرزدق اور کثیر عزہ

آپؑ کے دربان: ابوجبلہ، ابوخالد کابلی اور یحییٰ مطعمی ہیں۔

آپ کا قیام مدینہ میں رہا آپ مشکلات و مہمات میں جائے پناہ تھے امت پر علم و سخاوت کا فیض کرتے تھے۔

آپ کی امامت: آپ اپنے والدگرامی امام حسینؑ کے بعد چونتیس سال زندہ رہے یہی آپ کی مدت امامت ہے۔

آپ کے زمانے کا بادشاہ: یزید بن معاویہ، معاویہ بن یزید، مروان بن حکم، عبدالملک بن مروان[1] اور ولید بن عبدالملک تھے۔

آپ کے آثار میں سے صحیفۂ سجادیہ اور رسالۂ حقوق ہے۔

آپ کو ولید بن عبدالملک بن مروان نے زہر دیا۔

آپ کی شہادت: پچیس ۲۵ محرم ۹۵ھ میں واقع ہوئی۔

آپ کی قبر: بقیع میں اپنے چچا امام حسنؑ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ کی قبر مطہر کا انہدام۔ آٹھ شوال ۱۳۴۴ھ میں وہابیوں نے آپ کی اور دیگر ائمہؑ علیہم السلام کی قبور کو منہدم کیا۔

---

[1] ہشام بن عبدالملک بھی جو ولید بن عبدالملک سے پہلے تھا۔ (موسوی)

آپؑ کی نصِ خلافت

امام حسینؑ کے بعد امامت علی ابن الحسین علیہما السلام میں منحصر تھی کیونکہ اولاً تو آپ کے علاوہ کسی نے اس کا دعویٰ نہیں کیا، دوسرے علم و عمل، ورع و تقویٰ اور زہد میں آپ سب لوگوں سے افضل تھے اور اُن نصوص کے علاوہ جو رسول اللہؐ کی طرف سے آپ پر وارد ہوئی تھیں[۱] آپ کے والد گرامی کی طرف سے بھی نص تھی۔ ان میں سے کچھ نصوص ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ ایک شخص نے امام حسینؑ سے سوال کیا کہ رسول اللہؐ کے بعد کے ائمہ کی تعداد کے بارے مجھے مطلع فرمائیے تو آپ نے فرمایا نقباء بنی اسرائیل کی تعداد میں، اس نے عرض کیا ان کے نام ارشاد فرمائیے۔ تو آپ نے سر جھکا کر چند لمحے توقف کیا پھر سر اُٹھا کر فرمایا۔ اے عرب بھائی! رسول اللہؐ کے بعد امام اور خلیفہ علیؑ ابن ابی طالب، بھائی حسنؑ اور میں ہوں اور میری اولاد میں سے تو ہیں میرا بیٹا علیؑ پھر اس کا بیٹا محمدؑ ہیں ... الآخر[۲]

۲۔ محمد بن مسلم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے حسینؑ بن علیؑ کی انگوٹھی کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کس کی طرف گئی میں نے سنا ہے کہ ان دوسری چیزوں کے ساتھ جو آپ کے بدن سے لوٹی گئی تھیں وہ انگوٹھی بھی آپ کے ہاتھ سے اتاری گئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا واقعہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے علیؑ ابن الحسینؑ کو اپنا وصی بنایا تھا۔ اور اپنی انگوٹھی ان کی انگلی میں پہنائی تھی اور امر امامت انہیں تفویض کیا تھا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے امیر المومنینؑ کے ساتھ کیا اور امیر المومنینؑ نے حسنؑ کے ساتھ کیا۔ حسنؑ نے حسینؑ کے ساتھ کیا۔ اسی طرح یہ انگوٹھی میرے والد بزرگوار کی طرف آئی اور ان سے

---

[۱] اس سلسلہ کی پہلی کتاب دیکھئے [۲] کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنا عشر

میری طرف منتقل ہوئی اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ اور میں اسے ہر جمعہ کو پہنتا اور اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں جمعہ کو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ فارغ ہوئے تو میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو میں نے آپ کی انگلی میں ایک انگوٹھی دیکھی۔ جس کا نقش "لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ" تھا۔ آپ نے فرمایا یہ میرے جد ابو عبد اللہ حسینؑ کی انگوٹھی ہے۔[1]

۳۔ زہری سے روایت ہے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ میں حسینؑ بن علیؑ کے پاس تھا کہ علی بن الحسین اصغر داخل ہوئے تو انہیں حسینؑ نے بلایا اور سینہ سے لگایا دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر فرمایا میرا باپ تجھ پر صدقے۔ کس قدر پاکیزہ ہے تیری خوشبو اور کس قدر اچھا ہے تیرا خلق ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میرے دل میں کچھ خیال آیا تو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اے فرزند رسولؐ اگر وہ کچھ ہو جائے جسے آپ میں دیکھنے سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ تو پھر کس کی طرف ۔ ۔ ۔ ۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے اس بیٹے علیؑ کی طرف یہ خود بھی امام ہے اور ائمہ کا باپ بھی ہے۔[2]

---

[1] بحار ۱۱/ ۶۔

[2] کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنی عشر۔

آپؑ کی عبادت

ہمارے لیے اس ذات مقدس کی عبادت کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ ان کے القاب عبادت سے لئے گئے ہیں اور وہ زین العابدین، سید الساجدین، سید العابدین، سجاد اور ذو الثفنات کے القاب کے ساتھ معروف و مشہور ہیں اگر ہم ان تمام عبادات کو جنہیں مورخین اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے۔ تحریر میں لانا چاہیں تو ضخیم تالیفات مرتب ہوں گی پس ہم ان میں سے چند ایک کو بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:۔

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ علی بن الحسینؑ ہر شب و روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہوا آپ کو سنبل کی طرح دائیں بائیں جھکاتی تھی کھجور کے پانچ سو درخت آپ کی ملکیت تھے آپ ہر درخت کے پاس دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور اس طرح کہ جیسے ایک شہنشاہ جلیل القدر کے سامنے ایک کمتر و ادنیٰ غلام کھڑا ہو۔ آپ کا تمام جسم خوف اور دبدبۂ خداوندی سے کانپنے لگتا۔ اور آپ اس طرح نماز ادا فرماتے جیسے یہ زندگی میں آخری نماز ہو۔[1]

۲۔ شب بیداریوں سے آپ کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ اور رو رو کر آپ کی آنکھیں اُبل گئی تھیں سجدوں کی کثرت سے آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی تھی اور ناک پھٹ گئی تھی۔ قیام نماز سے آپ کی پنڈلیوں اور پاؤں پر ورم آگئی تھی نماز کا وقت آتا تو آپ کے جسم کی کھال سکڑنے لگتی۔ رنگ زرد ہو جاتا اور جسم شاخ بید کی طرح کانپنے لگتا۔[2]

۳۔ ابو جعفر محمد ابن علیؑ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت علی بن ابی طالبؑ نے جب دیکھا کہ ان کا بھتیجا

---

[1] المناقب ۲/۲۵۱، [2] اعیان الشیعہ ۴ق ۱/۴۱۵

علی بن الحسینؑ کثرت عبادت سے ہلکان ہو رہے ہیں تو وہ جابر بن عبداللہ انصاری کے یہاں گئیں اور ان سے فرمایا۔ اے رسول اللہ کے صحابی تم لوگوں پر ہمارے کچھ حقوق ہیں اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب تم دیکھو کہ ہم میں سے کوئی سختی و مشقت عبادت سے ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ تو اسے اللہ کی یاد اور اپنے نفس کی بقا پر توجہ دلاؤ۔ یہ علی بن الحسینؑ اپنے والد بزرگوار کی واحد یادگار باقی ہیں سجدوں سے انکی ناک پھٹ گئی ہے۔ پیشانی اور ہتھیلیوں پر گٹے پڑ گئے ہیں۔ اور اپنے کو ہلکان کر رہے ہیں راوی کہتا ہے کہ جابر آئے تو آپ کو نہایت نحیف و نزار محراب عبادت میں پایا۔ پس علیؑ زین العابدین ان کی تعظیم کے لیے اٹھے اور دریافت احوال کے بعد انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر جابر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا۔ فرزند رسول کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو آپ اہل بیت رسول اور آپ کے محبوں کے لیے خلق فرمایا اور جہنم کو آپ کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں کے لیے پیدا کیا ہے پھر یہ کیا جدوجہد ہے جس کا آپ نے اپنے نفس کو مکلف بنا رکھا ہے تو علی بن الحسینؑ نے فرمایا۔ اے رسول اللہؐ کے صحابی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نانا رسول اللہؐ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے تھے۔[1] لیکن آپ نے عبادت میں جدوجہد کو ترک نہ کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ نے اتنی عبادت کی کہ آپ کی پنڈلیاں پھول گئیں اور قدموں پر ورم آ گئی آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

جب جابر نے جان لیا کہ آپ کسی طور بھی مشقت عبادت سے میانہ روی کی طرف مائل نہیں ہوتے تو عرض کیا فرزند رسول اپنے نفس کو باقی رہنے دیجیے۔ آپ ایسے خاندان میں سے ہیں کہ جنکی وجہ سے بلائیں دور کی جاتی ہیں۔ بارش برسائی جاتی ہے۔ شدت و سختی دور کی جاتی ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اے جابر میں ہمیشہ اپنے دونوں بزرگوار رسول اللہؐ و امیر المومنینؑ کی راہ و منہج پر چلوں گا اور

---

[1] ظاہر ہے کہ اس روایت کی تاویل کرنا ہوگی۔ جیسا کہ اس آیت کی تاویل کی جاتی ہے۔ جس میں یہ مضمون ہے کیونکہ آنحضرتؐ تو معصوم تھے ان سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا ظاہر یہ ہے کہ اگر کوئی گناہ ہو تو بھی خدا بخش دے گا۔ ورنہ گناہ نہیں تھے۔

ان کی ناشی واقتدا کرتے ہوئے ان سے جا ملوں گا۔

پھر جابر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا خدا کی قسم اولاد انبیاء میں یوسفؑ بن یعقوبؑ کے علاوہ علی بن الحسینؑ کی مانند کوئی نہیں دیکھا گیا۔ خدا کی قسم علی بن الحسینؑ کی ذریت و اولاد یوسفؑ بن یعقوبؑ کی اولاد سے افضل ہے اور بے شک انہیں میں سے وہ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کرے گا۔ جب کہ وہ جور سے بھری ہوگی [1]

۴۔ استاد عبدالعزیز سید الاہل نے کہا ہے چونکہ زمین پر عبادت اور زہد و تقویٰ میں کوئی بھی ان کا مثل نہ ہوا تو لوگوں نے آپ کو زین العابدین کا لقب دیا اور جب دیکھا آپ کا سر سجدے سے نہیں اٹھتا مگر دوسرے سجدے کے لیے تو آپ کو سجاد کا نام دیا اور جب سجود کی علامات آپ کی پیشانی پر ابھر آئیں تو آپ کو ذوثفنات کا لقب دیا [2]

۵۔ جب آپ نماز کے لئے وضو فرماتے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا۔ آپ سے آپ کے گھر والے کہتے کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا عادت ہو گئی ہے۔ تو آپ فرماتے کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں [3]

۶۔ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کانپنے لگتے۔ جب اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں اور کس سے مناجات و سرگوشی کر رہا ہوں [4]

۷۔ اس کمرے میں آگ لگ گئی جس میں آپ سر بسجود تھے۔ لوگوں نے چیخنا شروع کیا فرزند رسول آگ آگ مگر آپ نے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھا دی گئی۔ آپ نماز سے

---

[1] البحار ۱۱/۱۹

[2] زین العابدین سید الاہل ۳۵

[3] اسعاف الراغبین ۲۰۸، مطالب السئول ۲/۴۲۔ نور الابصار ۱۲۷، کشف الغمہ ۱۹۸۔ الفصول المہمہ ۱۸۳، صفۃ الصفوۃ ۲/۵۵

[4] صفۃ الصفوۃ ۲/۵۵

فارغ ہوئے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز نے اس سے مشغول کر رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بڑی آگ نے مشغول کر رکھا ہے۔[۱]

۸۔ آپ کا ایک بچہ کنوئیں گر گیا۔ اہل مدینہ گھبرا گئے، یہاں تک کہ اس کو کنوئیں سے نکال لیا۔ آپ اس عرصے میں کھڑے نماز پڑھتے رہے اور اپنی محراب سے نہیں ہٹے۔ جب دریافت کیا تو فرمایا مجھے محسوس نہیں ہوا کیونکہ میں تو عظیم پروردگار سے مناجات کر رہا تھا۔[۲]

۹۔ اہل سیر و تاریخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام زین العابدینؑ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔[۳]

۱۰۔ آپ کی کنیز سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ تفصیل سے عرض کروں یا مختصر کہا کہ مختصر بات کرو۔ تو اس نے کہا دن کو کبھی آپ کے لیے کھانا نہیں لائی اور رات کو کبھی آپ کے لیے بستر نہیں کیا۔[۴]

۱۱۔ ابوجعفر امام محمد باقرؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار اپنے اوپر اللہ کی کسی نعمت کو یاد نہ فرماتے تھے مگر سجدہ کرتے کتاب اللہ کی وہ آیات کہ جن میں سجدہ نہ ہوتا۔ ان کے تلاوت کے دوران بھی سجدہ کرتے خدائے تعالے ہر بلا جس کا آپ کو خوف ہوتا اسے دور کرتا یا کسی دھوکہ بازی مکاری کو دور کرتا تو آپ سجدہ کرتے کسی واجب نماز سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور دو آدمیوں کے درمیان صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کے تمام مواضع سجود میں سجدہ کا اثر تھا۔ اسی لئے آپ کو سجاد لقب دیا گیا۔[۵]

۱۲۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر سال سات گٹے آپ کے اعضاء سجدہ سے گرتے آپ انہیں جمع فرماتے رہتے تھے۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو میں نے انہیں آپ کے ساتھ دفن کیا۔[۶]

---

[۱] المناقب ۲/۲۵۱، [۲] کشف الغمہ ۲۰۷ [۳] المناقب ۲/۲۵۱، فصول المہمہ ۱۸۳، نور الابصار ۱۲۷ مطالب السئول ۲/۷۴، کشف الغمہ ۲۰۰، صفۃ الصفوۃ ۲/۵۶، اسعاف الراغبین حاشیہ بر نور الابصار ۲۰۸، البحار ۱۱/۱۹، [۴] المناقب ۲/۲۵۵، البحار ۱۱/۲۱

[۵] اعیان الشیعہ ۴/۱۰، عوالم البحار ۱۱/۳ [۶] المناقب ۲/۲۵۲

آپؑ کی سیرت کا ایک گوشہ

موجودہ دور میں جب کہ ہم اخلاقی پستی کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں، بلند پایہ رہنمائی کے بغیر بھٹک رہے ہیں نیز انحطاط و ابتذال سے دوچار ہیں ہمارے لیے لائق و مناسب ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام کی سیرت کی طرف رجوع کریں۔ اپنے گم شدہ وقار کو بحال کرنے کے لیے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اسے مشعل راہ بنائیں تاکہ باقی ماندہ مخلوق کی حفاظت کر سکیں اور کاروانِ گم کردہ راہ کو پھر سے اسلام کے شہر میں پلٹا سکیں۔

آپ کے سامنے چوتھے امام علی بن الحسین علیہما السلام کی سیرت کا ایک گوشہ ہے اس کو اپنانے اور عمل کرنے کے لیے اخذ کیجیے۔

۱۔ سفیان نے کہا کہ ایک شخص علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی بدگوئی کی ہے اور اذیت پہنچائی ہے۔ آپ نے فرمایا میرے ساتھ اس کے پاس چلو وہ اس خیال سے آپ کے ساتھ چلا کہ آپ اس سے بدلہ لیں گے۔ اس کے پاس پہنچے تو امام نے فرمایا اے فلاں جو کچھ تو نے ہمارے حق میں کہا ہے اگر سچ ہے تو خدائے تعالےٰ مجھے بخشے اور اگر تیرا قول باطل ہے تو خدا تجھے بخشے۔[1]

۲۔ ایک روز آپ باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آیا اور آپ کو گالیاں دینے لگا تو غلام و موالی غضبناک ہو کر اس کی طرف بڑھے۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پھر اس شخص پر متوجہ ہوئے گفتگو ہوئی تو اُسے ندامت ہوئی آپ نے اس کی طرف ایک عمدہ چادر پھینکی جو آپ نے پہن

---

[1] کشف الغمہ ۱۹۸، صفۃ الصفوۃ ۲/۵۳، مطالب السئول ۲/۴۳، نور الابصار ۱۲۶، الفصول المہمہ ۱۸۳۔

رکھی تھی اور اس کے لیے ہزار درہم کا حکم دیا۔ وہ شخص اس کے بعد کہا کرتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اولادِ رسولؐ میں سے ہیں۔[1]

۳۔ آپ کے پاس کچھ مہمان تھے۔ آپ کا ایک خادم ان کے لیے تنور میں سے گرم گرم کباب بڑی تیزی اور عجلت سے لا رہا تھا کہ اس جلدی میں ایک سیخ اس کے ہاتھ سے گری اور امام کے ایک بچہ کے سر پر پڑی جو سیڑھی کے نیچے تھا۔ جس سے وہ بچہ مر گیا۔ غلام متحیر و مضطرب ہوا۔ مگر امام نے فرمایا تو راہِ خدا میں آزاد ہے تو نے یہ کام جان بوجھ کر نہیں کیا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے کو تجہیز و تکفین کے بعد دفن کر دیا۔[2]

۴۔ مدینہ کا گورنر ہشام بن اسمٰعیل، امامؑ کو سخت اذیت پہنچاتا تھا جب وہ معزول ہو گیا تو ولید نے اس کے بارے میں حکم دیا اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے۔ تو وہ کہتا تھا کہ وہ نہیں ڈرتا مگر علی بن الحسینؑ سے۔ لیکن امام اس کے قریب سے گزرے اور اس پر سلام کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ کوئی شخص بھی اس کے ساتھ برائی سے پیش نہ آئے اور اسے پیغام بھیجا کہ اموال تم سے واپس لیے جا رہے ہیں اور ان میں جس قدر کی ادائیگی سے تم عاجز ہو تو ہمارے پاس اتنا ہے کہ تمہارے لیے کافی ہو۔ پس ہم سے اور ہر اس شخص سے جو ہماری اطاعت کرتا ہے۔ طیبِ خاطر اور اچھے سلوک کی توقع رکھنا۔[3]

۵۔ واقعہ حرّہ میں بنی امیہ مدینہ سے شام کی طرف نکلے تو مروان بن حکم کے اہل و عیال اور اس کی بیوی عائشہ بنت عثمان بن عفان نے آپ کے یہاں پناہ لی۔ جب اہلِ مدینہ نے یزید کے گورنر اور بنی امیہ کو مدینہ سے نکالا تو مروان نے عبداللہ بن عمر سے اپنی اور اہل و عیال کی پناہ کے لیے درخواست کی لیکن ابن عمر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر مروان نے علی بن الحسینؑ سے عرض کیا اے ابوالحسین میری آپ سے عزیزداری ہے، میرے اہلِ حرم آپ کے اہلِ حرم میں رہیں گے۔

---

[1] صفۃ الصفوۃ ۲/۵۶، کشف الغمہ ۲۰۰، مطالب السئول ۲/۸۴، نور الابصار ۱۲۸، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ۲۰۰ بعض کہتے ہیں کہ پانچ ہزار درہم کا حکم دیا۔ [2] مطالب السئول ۲/۸۴، کشف الغمہ ۲۰۰، صفۃ الصفوۃ ۲/۵۶

[3] اعیان الشیعہ ج ق ۱/۸/۴۴

آپ نے منظور فرمالیا اس نے اہل وعیال کو آپ کے یہاں بھیجدیا۔ پس آپ اپنے اہل حرم اور مروان کے بال بچوں کو لے کر مدینہ سے نکلے۔ اور ینبع کے چشمہ پر مقیم ہوئے۔ یہ واقعہ مکارم اخلاق اور برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کی انتہا ہے [۱]

۶۔ آپ نے پچیس حج اپنی ناقہ پر کیئے مگر کبھی کوڑا نہیں مارا۔ ایک مرتبہ ناقہ نے سرکشی کی تو آپ نے چابک اٹھائی اور اس کی طرف اشارہ کیا۔ پھر فرمایا۔ اگر قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو مارتا اور پھر ہاتھ واپس کرلیا۔ [۲]

۷۔ آپ پر ایک کنیز پانی ڈال رہی تھی تاکہ آپ نماز کے لیے وضو کریں۔ اسے اونگھ آگئی لوٹا اس کے ہاتھ سے گر گیا اور آپ کے سر میں چوٹ لگی۔ آپ نے سر اٹھا کر کنیز کی طرف دیکھا۔ تو اس نے کہا اللہ کا ارشاد ہے " والکاظمین الغیظ " اور غصہ کو پینے والے آپ نے فرمایا میں نے غصہ پی لیا پھر اس نے کہا " والعافین عن الناس " اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں آپ نے فرمایا خدا تجھے معاف کرے پھر اس نے کہا " واللہ یحب المحسنین " (خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) آپ نے فرمایا جاؤ تم راہ خدا میں آزاد ہو۔ [۳]

آپ نے اپنے ایک غلام کو دو مرتبہ آواز دی اس نے جواب نہ دیا تیسری آواز پر جواب دیا آپ نے فرمایا اے بیٹا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی۔ اس نے کہا سنی تھی۔ فرمایا جواب کیوں نہ دیا۔ اس نے کہا میں آپ سے مامون تھا۔ فرمایا حمد ہے اس خدا کی جس نے میرے مملوک کو مجھ سے امن میں رکھا ہے۔ [۴]

آپ کسی غلام کو مارتے نہیں تھے۔ بلکہ اس کی غلطیاں اور گناہ اپنے ہاں لکھ لیتے تھے جب ماہ رمضان کا آخری وقت آتا۔ آپ انہیں اکٹھا کرتے ان کے گناہ کو ثابت کرتے اور ان

---

[۱] الامام زین العابدین تالیف احمد فہمی محمد ص ۴۹،

[۲] المناقب ۲/ ۲۵۵،

[۳] کشف الغمہ ۲۰۲۔

[۴] کشف الغمہ ۲۰۲۔

سے مطالبہ کرتے کہ وہ آپ کے لیے اللہ سے مغفرت چاہیں جیسا کہ آپ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ پھر انہیں آزاد کر دیتے اور انہیں مختلف جائزے دیتے۔ آپ ایک سال سے زیادہ کسی خادم سے خدمت نہیں لیتے تھے[۱]

۸۔ آپ اور آپ کے چچیرے بھائی حسن بن حسن کے درمیان کچھ شکر رنجی ہو گئی۔ آپؑ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ حسن آئے اور جا و بیجا باتیں کہیں مگر آپ خاموش رہے۔ حسن واپس چلے گئے رات کو آپ حسن کے مکان پر گئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حسن باہر آئے آپ نے فرمایا بھائی حسن وہ باتیں جو تم نے کہیں اگر سچ تھیں تو خدا مجھے معاف کرے اور اگر غلط اور جھوٹ تھیں تو اللہ تمہیں معاف کرے تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں آپ واپس ہوئے تو حسن آپ کے پیچھے آئے دامن پکڑ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ بھی ان پر ملتفت ہوئے۔ حسن نے عرض کیا۔ اب میں ایسی بات نہ کروں گا جو آپ کو ناپسند ہو۔ آپ نے فرمایا تمہارے لیے معافی ہے۔

۹۔ ابراہیم بن سعد کہتا ہے کہ علی ابن الحسینؑ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اندرون خانہ سے چیخ و پکار کی آواز سنی گئی۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے کچھ دیر بعد پھر باہر آئے لوگوں نے عرض کیا۔ کیا کوئی حادثہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ہاں لوگوں نے آپ سے تعزیت کی اور آپ کے صبر و تحمل پر تعجب کیا آپ نے فرمایا ہم اہلبیت واجب چیزوں میں اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور ان امور میں جو ہمیں ناپسند ہوں اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں[۲]

۱۰۔ ایک شخص علیؑ ابن الحسینؑ کے خلاف بہت باتیں کرتا رہا مگر آپ نے توجہ نہ دی تو اس نے کہا کہ میں یہ سب کچھ آپ کے لیے کر رہا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی تجھ سے ہی چشم پوشی کرتا ہوں[۳]

---

[۱] اعیان الشیعہ ۴/ ۲۷

[۲] صفۃ الصفوۃ ۲/ ۵۲، کشف الغمہ ۱۹۸، مطالب السئول ۲/ ۴۲

[۳] المناقب ۲/ ۲۶۳، البحار ۱۱/ ۲۷   کشف الغمہ ۲۰۶

۱۱۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ علیؑ ابن الحسینؑ اکثر ان لوگوں کے ساتھ سفر کرتے تھے جو آپ کو جانتے پہچانتے نہ ہوں۔ ایک مرتبہ دوران سفر ایک شخص نے آپ کو قافلہ میں دیکھ کر پہچان لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ علیؑ ابن الحسینؑ ہیں پس لوگ اپنی سواریوں سے کود پڑے اور آپ کے ہاتھ، پاؤں، چومنے لگے اور عرض کیا۔ فرزند رسولؐ کیا آپ نے چاہا کہ ہم واصل جہنم ہوں، اگر آپ کے بارے میں نادانستہ ہمارے ہاتھ یا زباں سے کچھ ظاہر ہوتا۔ تو کیا ہم رہتی دنیا تک ہلاک نہ ہو جاتے اپنے کو چھپائے رکھنے میں آپ کو کس چیز نے آمادہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ ایسے لوگوں کے ساتھ سفر کیا جو مجھے جانتے پہچانتے تھے۔ پس رسول اللہؐ کی وجہ سے انہوں نے مجھے وہ کچھ دیا جس کا میں مستحق نہ تھا میں ڈرتا ہوں کہ تم بھی مجھ سے ان جیسا سلوک کرو۔ لہذا اپنے کو چھپائے رکھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔[1]

---

[1] البحار ۱۱ / ۲۱

آپؑ کا کرم و احسان

جس کسی نے بھی امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے حالات زندگی تحریر کیے ہیں۔ اُس نے آپ کے صدقات، فقراء و مساکین پر آپ کے احسان و کرم، شفقت و مہربانی، آپ کا عطف و التفات اور آپ کی نیکیوں کا واضح اور نمایاں ذکر کیا ہے۔ آپ کے فضائل اور حق کے منکروں کو بھی آپ کے فیوض و مہربانیاں شامل تھیں۔ آپ اپنے احسان کو اپنے بلند اخلاق اور اعلیٰ ادب سے وابستہ کر دیتے تھے۔ مورخین کی بیان کردہ ایسی ہی چند مثالیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ یتامیٰ و مساکین، تکلیف زدہ، بے آسرا اور محتاجوں کو دستر خواں پر حاضر کرنے اور شریک طعام بنانے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ انہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاتے اور ان میں اہل و عیال والوں کو ان کے عیال و اطفال کے لیے وافر کھانا ساتھ کر دیتے تھے اور آپ کھانا نہ کھاتے جب تک اس قدر کھانا صدقہ نہ کرتے۔[۱]

۲۔ جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تو فرماتے۔ مرحبا اے میرا زاد آخرت اٹھا کر لے جانے والے۔[۲]

۳۔ آپ شکر اور باداموں کا صدقہ کرتے اس بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" کی تلاوت فرمائی (تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اس میں سے خرچ نہ کرو جسے محبوب رکھتے ہو) اور آپ ان دو چیزوں کو بہت پسند فرماتے تھے۔[۳]

---

[۱] البحار ۱۱/۳۰ [۲] تذکرۃ الخواص ص ۱۸۱

[۳] اعیان الشیعہ ق ۱/ ص ۴۶۴

۴۔ جناب ابو جعفر باقرؑ سے روایت ہے کہ علی ابن الحسینؑ پشت پر تھیلا رکھے ہوئے رات کی تاریکی میں نکلتے ایک ایک دروازہ کھٹکھٹاتے جو نکلتا اُسے حسب ضرورت اس میں سے دیتے اور چہرہ چھپائے رکھتے کہ کوئی پہچان نہ لے۔[۱]

۵۔ آپ رات کو اپنے چچا زاد کے پاس اجنبی صورت میں جاتے۔ اور اسے کچھ دینار دیتے تو وہ کہتے کہ علی ابن الحسینؑ میرے ساتھ صلہ رحمی نہیں کرتا خدا اسے جزاء خیر نہ دے آپ صبر و برداشت کرتے اور اپنا تعارف نہ کراتے جب آپ شہید ہو گئے اس نے دینار دینے والے کو مفقود پایا۔ پھر اسے آپ کے احسان کا علم ہوا پس وہ آپ کی قبر پر آتا اور گریہ کرتا رہا۔[۲]

۶۔ ابو عبداللہؑ سے روایت ہے کہ علی ابن الحسینؑ جس دن روزہ رکھتے حکم دیتے کہ بکری ذبح کی جائے۔ اس کے جوڑ الگ کئے جاتے اسے پکایا جاتا شام کے وقت دیگوں پر جھک کر ان کی بو سونگھتے۔ پھر بڑے بڑے پیالے منگا کر فرماتے اسے فلاں کی اولاد کے لیے پُر کرو۔ اس میں فلاں کے خاندان کے لیے نکالو یہاں تک کہ آپ آخری دیگ تک پہنچ جاتے۔ پھر روٹی اور کھجور لائی جاتی وہ آپ کا رات کا کھانا ہوتا۔[۳]

۷۔ جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ علی ابن الحسینؑ کو انگور بہت پسند تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ میں بہت اچھے انگور آئے۔ آپ کی ام ولد کنیز نے آپ کے لیے خریدے اور افطار کے وقت آپ کے پاس لائی۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ ان کی طرف ہاتھ بڑھا ہی رہے تھے کہ دروازے پر ایک سائل آکر رکا۔ آپ نے کنیز سے کہا یہ سائل کو دے دو۔ اس نے عرض کیا میرے مولا اس میں سے کچھ رکھ لیجئے فرمایا خدا کی قسم نہیں۔ سب انگور سائل کو دے دیئے کنیز نے دوسرے دن پھر انگور خریدے۔ اور افطاری میں پیش کیے۔ سائل پھر آگیا ہوا سب انگور سائل کو دیدئے کنیز نے پھر آپ کے لیے انگور منگوائے۔ اور رات کو لے کر آئی۔ سائل نہ آیا تب آپ نے انگور کھائے اور فرمایا اس میں کوئی چیز ہم سے فوت نہیں ہوئی۔ الحمد للہ[۴]

---

[۱] اعیان الشیعہ ق ۱/ ۴۴۴

[۲] البحار ۱۱ / ۲۹ و ۲۲

[۳] بحار ۱۱ / ۲۹ و ۲۲

[۴] البحار ۱۱ / ۲۶

۸۔ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ایک سرد رات میں جب کہ بارش بھی ہو رہی تھی۔ زہری نے علی بن الحسینؑ کو دیکھا کہ آپ پشت پر آٹے کی بوری اٹھائے جا رہے ہیں۔ عرض کیا فرزند رسول کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا۔ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں جس کے لیے زاد راہ تیار کیا ہے۔ اسے محفوظ جگہ لے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ میرا غلام اٹھا لے گا۔ آپ نے انکار کیا عرض کیا پھر میں اٹھا کر لے چلوں کیوں کہ میں آپ کو اس کام سے اعلیٰ وارفع سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا لیکن میں تو اپنے آپ کو اس سے بلند وارفع نہیں سمجھتا کہ جو چیز سفر میں میرے لیے نجات کا باعث بنے اور میرے ورود کو اچھا کر دے۔ جس پر میں وارد ہونا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ کے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنے کام کو جاؤ اور مجھے چھوڑ دو۔ کچھ دنوں بعد زہری نے عرض کیا۔ فرزند رسول میں اس سفر کے کوئی آثار نہیں دیکھ رہا۔ جس کا آپ نے ذکر فرمایا تھا آپ نے فرمایا ہاں اے زہری وہ سفر نہیں جو تو نے گمان کیا ہے، وہ تو موت کا سفر ہے۔ میں اس کی تیاری کر رہا ہوں موت کے لیے تیاری محرمات سے بچنا اور خیر و نیکی میں مال خرچ کرنا ہے۔[1]

۹۔ ابن عائشہ کہتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے سنا کہ ہم نے پوشیدہ صدقہ کو مفقود نہیں پایا مگر علیؑ ابن الحسینؑ کی وفات کے بعد۔[2]

۱۰۔ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ زین العابدین علیہ السلام روٹیوں کا تھیلا اپنی پشت پر اٹھا لیتے صدقہ کرتے اور فرماتے پوشیدہ صدقہ پروردگار کے غضب کو خاموش کرتا ہے۔[3]

۱۱۔ محمد بن اسحق کہتے ہیں۔ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ زندگی بسر کرتے تھے کہ جنہیں معلوم نہ تھا کہ ان کا رزق کہاں سے آتا ہے۔ جب علیؑ ابن الحسینؑ کی وفات ہوئی تو اس رزق کو مفقود پایا۔[4]

۱۲۔ آپ نے دو مرتبہ اپنا کل مال راہ خدا میں تقسیم کیا۔[5]

---

[1] اعیان الشیعہ ۴-۲ ۴۶۲، بحار ۱۱ / ۲۰
[2] صفۃ الصفوۃ ۲ / ۵۴، نور الابصار ۱۲۷، مطالب السؤل کشف الغمہ ۱۹۹، الفصول المہمہ ۱۸۴،
[3] مطالب السؤل ۲ / ۴۸، کشف الغمہ ۲۰۰، صفۃ الصفوۃ ۲ / ۵۶، البدایہ والنہایہ ۹ / ۱۰۵،
[4] نور الابصار ۱۲۷ کشف الغمہ ۱۰۰، مطالب السؤل ۲ / ۴۵
[5] تذکرۃ الخواص ۱۹۰، البدایہ والنہایہ ۹ / ۱۰۵

۱۳۔ جب مسلم بن عقبہ نے مدینہ کا محاصرہ کیا۔ اس وقت امامؑ نے چار سو عورتوں کی ان کی اولاد اور ملازمین کے ساتھ کفالت کی انہیں اپنے اہل وعیال کے ساتھ شامل کر لیا ان کے اخراجات آپ برداشت کرتے رہے یہاں تک ابن عقبہ مدینہ چھوڑ کر چلا گیا۔ آپ نے جن افراد کی کفالت کی تھی ان میں سے ایک نے قسم کھا کر کہا ہم نے اپنے ماں باپ کے گھر میں وہ راحت و آرام اور خوش گوار زندگی نہیں دیکھی تھی جو علی ابن الحسینؑ کے گھر میں دیکھی۔ [1]

۱۴۔ آپ کی وفات کے بعد جب غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کی پشت پر کچھ آثار دیکھے پوچھا یہ کیسے نشانات ہیں۔ بتایا گیا کہ آپ رات کے وقت آٹے کی بوریاں پشت پر اٹھا کر پوشیدہ طور پر فقراء مدینہ کو پہنچاتے تھے۔ [2]

۱۵۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ اہل مدینہ کے سو گھروں کی کفالت کرتے تھے اور اشیاء خورد و نوش کو خود اٹھا کر ان تک پہنچاتے تھے۔ [3]

---

[1] الامام زین العابدین تالیف احمد فہمی محمد ص ۴۶

[2] کشف الغمہ ۱۹۹، مطالب السئول ۲/۴۵، نور الابصار ۱۲۷، صفۃ الصفوۃ ۲/۵۴

[3] نور الابصار ۱۲۷، کشف الغمہ ۱۹۹، صفۃ الصفوۃ ۲/۵۴، مطالب السئول ۲/۴۵، اسعاف الراغبین حاشیہ بر نور الابصار ۲۰۹

آپؑ کے آزاد کردہ غلام

اسلام کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب دنیا غلاموں اور عبید سے پُر تھی۔ لہذا اسلام نے ہر طریقہ سے انسان کو اپنے ہی بھائی انسان کے گلے سے غلامی کے طوق کو ختم کرنے پر متوجہ کیا۔ پہلی چیز جو اسلام نے مقرر کی یہ تھی غلامی کے موارد کا دروازہ بند کرے کسی انسان کو حق نہیں کر وہ اپنے دوسرے بھائی انسان کو غلام بنائے پھر اسلام نے عبید و غلام کی مشکلات کے حل پر زور دیا اور اس رسم سے چھٹکارے کی سبیل کرنے لگا۔ پس اس نے لوگوں کو ذریعہ بنایا اور انہیں غلام آزاد کرنے کی دعوت دی۔ غلام آزاد کرنے کو بہت بڑی نیکی اور ثواب قرار دیا۔ اللہ تعالے کے قرب و خوشنودی کا ذریعہ بنایا۔ بعض اوقات اسے فرض و واجب کہا۔ بعض گناہوں کا کفارہ قرار دیا مثلاً ماہ رمضان میں افطار کرنا اور دیگر ایسے امور۔

شاہراہ اسلام پر چلتے ہوئے غلاموں کو آزاد کرنے کا علَم زین العابدینؑ نے اٹھایا اور ہزاروں غلام آزاد کیئے۔

۱۔ سیدالاہل کہتے ہیں کہ آپ اپنی ضرورت کے لیے نہیں بلکہ آزاد کرنے کی نیت سے غلام خریدتے کہا گیا ہے کہ آپ نے ایک لاکھ غلام آزاد کیئے۔

۲۔ آپ انہیں اس وقت آزاد کرتے جب ان سے کوئی غلطی ہوتی۔ آپ غلطی معاف کر کے آزاد کر دیتے۔

۳۔ سید امینؒ نے کہا ہے ہر سال ماہ رمضان کی آخری رات میں آپ کم و بیش بیس غلاموں کو آزاد کرتے اور فرماتے کہ ماہ رمضان کی ہر رات افطار کے وقت اللہ کے حکم سے ستر ہزار افراد آگ سے آزاد ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک پر آتش جہنم واجب ہوتی ہے اور پھر خدائے تعالےٰ رمضان کی آخری شب میں اتنے افراد آزاد کرتا ہے جتنے تمام ماہ رمضان میں آزاد کیئے

ہیں اور مجھے پسند آیا کہ وار دنیا میں اس امید پر کہ خدا میری گردن جہنم کی آگ سے آزاد رکھے ہیں۔ اپنی ملکیت سے کچھ گردنیں آزاد کر کے خدا سے ملاقات کروں۔

سید امین کہتے ہیں کہ آپ کسی غلام سے ایک سال سے زیادہ خدمت نہ لیتے تھے۔ آپ کسی غلام کے سال کی ابتدا میں مالک ہوتے یا سال کے وسط میں۔ عید فطر کی رات آتی تو آپ اسے آزاد کر دیتے پھر اور غلام خریدتے اور اسی طرح آزاد فرماتے یہاں تک آپ اللہ کی بارگاہ میں جا پہنچے۔ آپ سیاہ غلام خریدتے حالانکہ آپ کو ان سے خدمت لینے کی ضرورت نہ ہوتی انہیں میدان عرفات میں لے جاتے وہاں ان سے افراد کی کمی پوری کرتے جب مزدلفہ کی طرف افاضہ کرتے اور جانے لگتے تو انہیں آزاد کرتے اور اپنے مال سے جائزے دینے کا حکم صادر فرماتے[1]

۴۔ استاد سید الاہل کہتے ہیں جب غلاموں کو یہ بات معلوم ہو گئی تو وہ اپنے کو آپ تک پہنچاتے گے اور آپ کو منتخب کرنے لگے اور اپنے آقاؤں کے ہاتھ سے نکل کر آپ کے ہاتھ آنے لگے پس یہ دور چلنے لگا اور زمانہ گذرتا رہا زین العابدینؑ ہر سال ہر مہینے اور ہر روز ہر لغزش و خطا پر آزادی بخشنے گے یہاں تک مدینہ آزاد غلاموں اور آزاد کنیزوں کا لشکر بن گیا اور وہ سب زین العابدینؑ کے غلام اور آزاد کردہ تھے اور ان کی تعداد پچاس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہو گئی[2]

---

[1] اعیان الشیعہ ۴/۴۶۸

[2] زین العابدین تالیف سید الاہل ۴۷

آپؑ کے بعض خطبات

بنی امیہ و بنی عباس۔ اپنی سرکشی جبر و تشدد، اہلبیت کو اذیت پہنچانے اور ان پر ظلم کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے گئے ان کا یہ ظالمانہ برتاؤ صرف اہلبیت کی ذوات تک نہ تھا بلکہ حقیقتاً تمام امت اسلامی کے لیے تھا کیونکہ انہوں نے امت کو ان کی تعلیمات اور رشد و ہدایت سے محروم رکھا۔ آئمہ اہل بیتؑ اور ان کے اہداف و مقاصد کے قیام میں حارج و مانع ہوئے جب کہ اللہ تعالےٰ نے رشد و ہدایت کے فرائض آئمہؑ کو تفویض کیے تھے۔ پس یہ بزرگوار اپنی تعلیمات کو پوشیدہ طور پر جاری رکھتے اور اپنے دروس و اسباق سے مخفیانہ فیض پہنچاتے۔ اور اپنے امر امامت کو چھپائے رکھتے۔ ان کی تعلیمات لوگوں میں نشر ہونے کے سلسلہ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و تائید تھی۔

خطابت کا موضوع تصرف و عمل میں حریت و آزادی کا محتاج ہے اور اسی سے یہ ہستیاں محروم تھیں لیکن ان میں سے بعض کے چند خطبات مقررہ معین مناسبتوں میں وارد ہوئے ہیں پس اس فصل میں امام زین العابدینؑ کے چند خطبات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ کوفہ میں جناب ام کلثوم کے خطبہ کے بعد امام زین العابدینؑ نے لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموش ہو گئے۔ آپ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد نبی اکرمؐ کا ذکر فرمایا اور ان پر درود بھیجا۔ پھر آپ نے فرمایا جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں علی بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جسے فرات کے کنارے بغیر کسی خون کے بدلے یا انتقام کے مطالبہ کے پیاسا ذبح کر دیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہتک حرمت ہوئی ہے، جس سے نعمت حیات چھین لی گئی ہے۔ جس کا مال لوٹا گیا جس کے اہل و عیال کو قید کیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں۔ جسے چاروں طرف سے گھیر کر شہید کیا گیا۔ اور یہی فخر کے لیے کافی ہے

اے لوگو! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے باپ کو خطوط لکھے انہیں دھوکہ دیا۔ اپنی طرف سے عہد و میثاق دیئے اور بیعت کی پیش کش کی پھر تم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان سے جنگ کی پس تم پر ہلاکت ہو اس بدظنی اور بداعمالی کی وجہ سے جو تم نے اپنی عاقبت خراب کرنے کے لیے انجام دیئے اور فردا قیامت میں تم کس طرح رسول اللہ کے سامنے آنکھیں اٹھا سکو گے جب وہ تم سے کہیں گے کہ تم نے میری عترت و اولاد کو مار ڈالا میری ہتک حرمت کی پس تم میری امت سے نہیں ہو۔

پس ہر طرف سے لوگوں کے گریہ کی آواز بلند ہوئی اور وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ تم برباد ہو گئے اور تمہیں علم بھی نہ ہوا پھر آپ نے فرمایا، خدا اس شخص پر رحم کرے جو میری نصیحت کو سنے اور اللہ کے رسول اور ان کے اہل بیت کے بارے میں میری وصیت کو یاد رکھے بے شک ہمارے لیے رسول اللہ کی ذات میں اسوۂ حسنہ اور بہترین نمونہ ہے۔

ان سب نے مل کر کہا اے فرزند رسول ہم سب آپ کی بات سنتے اور اطاعت کرتے اور آپ کے لیے اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کی حفاظت کرتے ہیں اور آپ سے الگ نہیں ہوں گے نہ پہلو تہی کریں گے آپ حکم فرمائیں۔ خدا آپ پر رحم فرمائے ہماری اس سے جنگ ہے جو آپ سے جنگ کرے اس سے صلح ہے جو آپ سے صلح کرے تاکہ ہم اس سے آپ کا اور اپنا انتقام لیں جس نے آپ اور ہم پر ظلم کیا ہے۔

آپ نے فرمایا ھیھات! ھیھات یہ تو دور اور بہت دور کی بات ہے۔ اے غدارو اور مکارو تمہارے اور تمہاری خواہشات نفس کے درمیان مانع پیدا کر دیا گیا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میری طرف آؤ جس طرح تم میرے آباء اور بزرگوں کی طرف آئے ہو ہرگز نہیں ان اونٹنیوں کی قسم جو میدان منیٰ کی طرف رقص کرتی ہوئی جاتی ہیں۔ ابھی تک تو میرے زخم مندمل نہیں ہوئے کل میرے والد بزرگوار اور ان کے انصار و اہل بیت مارے گئے۔ مجھے رسول اللہ کا رونا اپنے والد محترم اور ان کی اولاد کا رونا نہیں بھولا یہ دکھ میرے جبڑے کی ہڈیوں میں اور اس کی تلخی نرخروں اور گلے کے درمیان ہے اور اس کے تلخ گھونٹ میرے سینہ کی پتلی ہڈیوں میں اٹکے ہوئے ہیں۔ پس میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ ہمارے ساتھی بنو اور نہ مخالف بنو! پھر آپ نے

یہ شعر پڑھے۔

لا تغرّن قتل الحسین و شیخہ — قد کان خیرا من حسین واکرما

ولا تفرحوا یا اہل کوفان بالذی — اصیب حسین کان ذلک اعظما

قتیل بشط النہر روحی فداؤہ — جزاء الذی اراد نار جہنما

کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حسینؑ شہید کردیئے گئے۔ جب کہ ان کے والد ان سے بہتر و محترم تھے۔

اے اہل کوفہ اس مصیبت پر جو حسینؑ کو پہنچی خوش ہونا یہ ایک بڑی مصیبت ہے۔ جو شطِ فرات پر مارا گیا۔ اس پر میری جان فدا ہو۔ جس نے انہیں شہید کیا اس کی سزا جہنم کی آگ ہو۔

۲۔ یزید نے منبر لگانے اور خطیب کو بلانے کا حکم دیا کہ وہ منبر پر جائے، حسینؑ اور ان کے والد محترم کی مذمت کرے۔ خطیب منبر پر گیا، اللہ کی حمد و ثنا کی پھر امیر المومنینؑ اور حسینؑ شہید کی مذمت میں انتہا کردی معاویہ و یزید کی مدح میں طول دیا اور ہر خوبی کے ساتھ ان کا ذکر کیا تو علی بن الحسینؑ نے چلا کر کہا وائے ہو تجھ پر اے خطیب تو نے خالق کو ناراض کرکے مخلوق کی رضا حاصل کی پس تو نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے یزید کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ اس لکڑیوں کے ڈھانچہ پر چڑھ کر وہ باتیں کروں جن سے خدا راضی ہو اور ان سامعین کے لیے باعث ثواب ہو۔ یزید نے انکار کردیا۔ پس حاضرین نے یک زبان ہوکر کہا "امیر المومنینؑ ان کو اجازت دیجیے کہ منبر پر جائیں۔ شاید ہم ان سے کچھ سن سکیں۔ یزید نے کہا اگر یہ منبر پر گیا تو نہیں اترے گا مگر میری اور آل ابوسفیان کی فضیحت و رسوائی کے ساتھ۔ تو اس سے کہا گیا کہ اس میں کہاں قدرت ہے کہ اچھا خطاب کرسکے۔ یزید نے کہا یہ ایسے اہل بیت ہیں کہ انہیں علم کی چوگ دی گئی ہے (اس طرح علم دیا گیا ہے جیسے کبوتر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے) مگر مجمع نے اتنا اصرار کیا کہ یزید اجازت دینے پر مجبور ہوگیا۔ پس آپؑ منبر پر تشریف لے گئے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر ایسا خطبہ دیا جس نے آنکھوں کو رلایا۔ دل دھڑکنے لگے آپ نے فرمایا اے لوگو ہمیں چھ نعمتیں اور سات فضائل دیئے گئے ہیں۔ ہمیں علم، حلم و بردباری، جود و سخا، فصاحت

و بلاغت، شجاعت اور مومنوں کے دلوں کی محبت والفت دی گئی ہے، ہم میں سے نبی مختار محمدؐ ہیں، ہم میں سے صدیق ہیں اور ہم میں طیار (فرشتوں کے ساتھ پرواز کرنے والے) ہیں۔ ہم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں، ہم میں سے عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور ہم میں سے اس امت میں دو سبط ہیں جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا تو میں اسے اپنے حسب و نسب کی خبر دیتا ہوں۔ اے لوگو! میں مکہ و منیٰ والے کا بیٹا ہوں۔ میں زمزم و صفا والے کا بیٹا ہوں جس نے رکن کو رداکے اطراف سے اٹھایا۔ میں لنگ باندھنے اور ردا پہننے والوں میں سے بہترین شخص کا بیٹا ہوں۔ میں جوتا پہننے والوں اور پاؤں ننگے رکھنے والوں میں سے بہترین کا بیٹا ہوں۔ میں سعی و طواف کرنے والوں میں سے بہترین کا بیٹا ہوں۔ میں حج کرنے والے اور تلبیہ کہنے والوں میں سے بہترین کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جسے براق پر فضا میں اٹھایا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں۔ جسے مسجد الحرام سے مسجد الاقصےٰ تک سیر کرائی گئی۔ میں اس کا بیٹا ہوں جسے جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو قریب ہوا پھر جھکا تو دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس نے آسمان کے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس سے خدائے جلیل نے وحی کی جو وحی کی، میں محمد مصطفےٰ کا بیٹا ہوں میں علی مرتضےٰ کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں۔ جس نے لوگوں کی ناکوں پر ضرب لگائی یہاں تک کہ انہوں نے کلمہ " لا الٰہ الا اللہ " پڑھا۔ میں اس کا بیٹا ہوں۔ جس نے رسول اللہ کے سامنے دو تلواروں سے جنگ کی اور دو نیزوں سے حملہ کیا۔ دو ہجرتیں کیں۔ دو بیعتیں کیں اور بدر و حنین میں جہاد کیا اور چشم زدن کی مقدار میں بھی کفر نہیں کیا۔ میں صالح المومنین کا بیٹا ہوں۔ میں ملحدین کا قلع قمع کرنے والے کا بیٹا ہوں۔ میں مسلمانوں کے سید و سردار کا بیٹا ہوں۔ میں مجاہدین کی روشنی و نور کا بیٹا ہوں میں عبادت کرنے والوں کی زینت کا بیٹا ہوں میں خوف خدا سے رونے والوں کے سرتاج کا بیٹا ہوں میں صابرین میں سے زیادہ صابر کا بیٹا ہوں میں آل یٰسین رسول رب العالمین کے ساتھ قیام کرنے والوں میں سے افضل کا بیٹا ہوں۔ جس کی جبرئیل کے ذریعہ تائید اور میکائیل کے ذریعہ نصرت کی گئی۔ میں حرم مسلمین کی حمایت کرنے والے کا بیٹا ہوں۔ میں حق سے پھرنے۔ بیعت توڑنے اور ظلم کرنے والوں کے قاتل کا

بیٹا ہوں۔ ناصبی دشمنوں سے جہاد کرنے والے اور قریش میں سے سب سے زیادہ قابل فخر کا بیٹا ہوں جو سابق الاسلام ہے۔ میں تجاوز و زیادتی کرنے والوں کی کمر توڑنے والے، مشرکین کو ہلاک کرنے والے، منافقین کے لیے اللہ کی کمانوں کا تیر، عابدوں کی زبان، حکمت دین خدا کے حامی و ناصر۔ امر خدا کے ولی۔ حکمت خدا کی زبان، علم خدا کے حامل۔ صاحب جود و سخا۔ دانا، ذکی ابطحی رضی۔ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے۔ بہت روزے رکھنے والے اور صابر، مہذب قوام، کمر کو توڑنے والے، مختلف جماعتوں اور احزاب کو منتشر کرنے والے، مربوط رسی والے، ثابت قدم مضبوط دل، اور صاحب عزم و ارادہ شیر نر کا بیٹا ہوں۔ گرم بازاری جنگ میں لوگوں کو چکی کی طرح پیسنے والے کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو اسلام کے دشمنوں کو یوں اڑا دیتا جیسے ہوا خشک گھاس کو اڑا دیتی ہے۔ میں شیر حجاز، کبش (مینڈھا) عراق کا بیٹا ہوں۔ میں مکی و مدنی و حنیفی و عقبی کا بیٹا ہوں۔ میں بدر و احد کے بہادر، عرب کے سردار، بیعت شجرہ والے اور مہاجر، شیر جدال وارث المشعرین سبطین، حسنؑ و حسینؑ کے بابا کا بیٹا ہوں میرا دادا علیؑ ابن ابی طالب ان خوبیوں پر فائز ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ میں فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں میں سیدۃ النساء کا بیٹا ہوں۔ پس آپ مسلسل کہتے رہے کہ میں اس اس کا بیٹا ہوں۔ یہاں تک لوگ گریہ و بکا اور حزن و ملال سے چیخیں مارنے لگے یزید ڈر گیا کہ کہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔ پس اس نے موذن کو حکم اذان دیا۔ موذن نے آپ کا کلام قطع کر دیا۔ اس نے کہا "اللہ اکبر" آپ نے فرمایا بے شک اللہ ہر چیز سے بڑا ہے جب اس نے کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ" علی ابن الحسینؑ نے فرمایا میرے بال، میرا چہرا میرا گوشت، میرا خون اس کی گواہی دیتا ہے۔ جب موذن نے کہا "اشھد ان محمد ا رسول اللہ" تو آپ منبر پر سے ہی یزید کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے یزید یہ محمدؐ تیرے نانا تھے یا میرے نانا اگر تو یہ گمان کرے کہ تیرے نانا تھے تو تو جھوٹا ہے اور تو کافر ہو جائے گا۔ اگر تو یقین کرے وہ میرے نانا تھے تو پھر تو نے ان کی عترت و اولاد کو کیوں قتل کیا ہے۔[1]

۲۔ واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدینؑ جب مدینہ پہنچے اور اہل مدینہ گریہ و بکا و واویلا کرتے ہوئے آپ کے استقبال کے لیے شہر سے برآمد ہوئے تو آپ نے لوگوں کو خاموش رہنے

---

[1] اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۶۳۳

کا اشارہ کیا۔ اور فرمایا حمد و تعریف اس اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جو رحمان و رحیم ہے اور جزا کے دن کا مالک ہے جو ہر مخلوق کا خالق ہے۔ جو بلند ترین آسمانوں میں بلند ہوا۔ اور قریب ہے تو سرگوشی میں بھی شاہد و حاضر ہے اور ہم بڑے بڑے امور، زمانہ کے دردناک حالات مصیبتوں کے دکھ درد میں باعث آزار گفتگو میں اور عظیم مصائب و تکالیف میں اس کا شکر و حمد کرتے ہیں۔ اور اے لوگو اسی کے لیے حمد و تعریف ہے کہ ہمیں کچھ مصائب میں مبتلا کیا اور اسلام میں جو ایک عظیم رخنہ پڑا ہے اس سے ہمارا امتحان لیا۔ ابو عبد اللہ الحسینؑ اور ان کی عترت شہید ہو گئی۔ ان کی خواتین اور بیٹیاں قید ہو گئیں ہیں۔ اور ان کے سر مبارک کو نیزے پر بلند کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی مصیبت ہے کہ جس کی مثل کوئی مصیبت نہیں ہے اے لوگو تم میں سے کون سے مرد ہیں جو ان کی شہادت کے بعد خوش رہ سکیں گے کون سا دل ہے۔ جو ان کی وجہ سے مغموم و محزون نہ ہو گا یا تم میں سے کون سی آنکھ ہے جو اپنے آنسوؤں کو روک سکے گی یا آنسو بہانے میں بخل کرے گی۔ تحقیق ساتوں آسمانوں نے ان کی شہادت پر گریہ کیا ہے۔ سمندر اپنی موجوں کے ساتھ روئے ہیں۔ آسمان اپنے ارکان کے ساتھ زمین اپنی اطراف کے ساتھ درخت اپنی ٹہنیوں کے ساتھ مچھلیاں سمندر کی لہروں میں۔ ملائکہ مقربین اور تمام اہل آسمان ان پر گریہ کناں ہوئے ہیں۔

اے لوگو! کون سا دل ان کی شہادت سے پھٹنے نہیں لگتا۔ کون سا قلب ان کا عاشق و مشتاق نہیں ہے۔ کون سے کان اس خبر سے گنگ نہیں ہوتے۔ ہم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ ہمیں شہروں سے نکالا۔ دھکیلا، پراگندہ و دور کیا جاتا ہے۔ گویا کہ ہم ترک و دیلم کی اولاد ہیں بلا ارتکاب جرم و بلا اقدام فعل شنیع و ناپسندیدہ اور بغیر کسی رخنہ کے جو ہم نے اسلام میں ڈالا ہو۔ ہم سے یہ برتاؤ ہوا ہے۔ ہم نے اس قسم کا کوئی واقعہ اپنے سابق و گذشتہ آبا و اجداد میں نہیں سنا۔ یہ سب کچھ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا جھوٹ، خدا کی قسم اگر نبی کریم انہیں پہلے سے ہمارے ساتھ جنگ کا حکم دے جاتے (جیسا کہ وہ ہمارے بارے میں انہیں احترام کی وصیت کر گئے تھے)

تو اس سے زیادہ نہ کر سکتے جو انہوں نے کیا ہے پس ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں کتنی عظیم کتنی تکلیف دہ کتنی دردناک۔ کتنی غضب انگیز اور غضبناک، ہیجان کن اور کتنی زیادہ تلخ مصیبت ہم اللہ کے حساب میں ڈالتے ہیں اس مصیبت کو جو ہمیں پہنچی ہے بے شک وہ عزیز و غالب اور صاحب انتقام ہے۔

پس صوحان بن صعصعہ بن صوحان آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا وہ زمین گیر (دونوں پاؤں کے لنجا پن کی وجہ سے) تو آنجناب نے اس کا عذر قبول کیا۔ اور اس کے متعلق حسن ظن کا اظہار فرمایا اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے باپ کے لیے دعاء رحمت کی، پھر آپ اپنے اہل حرم کے ساتھ داخل مدینہ ہوئے۔[1]

---

[1] زین العابدین تالیف مقرم ۳۶۰

آپؑ کی بعض وصیتیں

معاشرے میں انقلاب پیدا کرنے کے وسائل و ذرائع میں سے ہمارے آئمہؑ کے وصایاو کثیرہ ہیں جو امت کو دین کی طرف متوجہ کرنے کی دعوت دیتی ہیں اور موجب رشد و ہدایت ہیں۔ اگر ان وصیتوں کو جمع کیا جائے تو علم اخلاق کے کتب خانے کے ایک بہت بڑے حصہ میں سما سکیں کیونکہ وہ پند و نصائح، حکم و مصالح اور خیر و فضیلت کی طرف دعوت ہیں۔

اس فصل میں امام کی وارد شدہ بعض وصیتیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اپنے فرزند امام محمد باقرؑ کو آپ کی وصیت۔

پانچ قسم کے لوگوں سے میل جول نہ رکھنا نہ ان سے باتیں کرنا۔ نہ کسی راستے میں ان کے ساتھ رفاقت اختیار کرنا۔ انہوں نے عرض کیا۔ باباجان آپ پر قربان جاؤں وہ کون سے پانچ افراد ہیں۔

آپ نے فرمایا فاسق سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ وہ ایک لقمہ یا اس سے بھی کم پر تمہیں بیچ ڈالے گا۔ عرض کیا باباجان لقمہ سے کم کیا ہے۔ فرمایا طمع و لالچ کرنے والا لقمہ میں طمع کرے۔ لیکن اسے پا نہ سکے۔ عرض کیا باباجان دوسرا کون ہے۔ فرمایا بخیل اور کنجوس سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ وہ تمہیں اپنے مال سے اس وقت کاٹ دے گا۔ جب تمہیں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی عرض کیا تیسرا کون ہے۔ فرمایا جھوٹے شخص سے دوستی نہ رکھنا کیونکہ وہ سراب کے مانند ہے۔ قریب کو بعید اور بعید کو تم سے قریب کردے گا عرض کیا اور چوتھا کون ہے۔ فرمایا احمق و بے وقوف کے ساتھ میل جول نہ رکھنا۔ وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا مگر تمہیں ضرر و نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ عرض کیا باباجان پانچواں کون ہے۔ فرمایا قطع رحمی کرنے والے سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ میں نے اسے اللہ کی کتاب میں تین جگہ ملعون پایا ہے۔[۱]

۲۔ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں علی بن الحسینؑ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔ تم میں سے اللہ کے یہاں زیادہ محبوب زیادہ اچھے عمل کرنے والا۔ اور اللہ کے نزدیک زیادہ اچھے عمل والا وہ ہے جو اس میں زیادہ رغبت رکھے جو اللہ کے پاس ہے۔ اور اللہ کے عذاب سے نجات پانے والا وہ ہے۔ جو خوف خدا میں زیادہ سخت ہے اور تم میں سے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ خلیق ہو۔ اور تم میں سے اللہ کے یہاں زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کی بہترین پرورش کرنے والا ہے۔ اور تم میں سے اللہ کے یہاں زیادہ مکرم و محترم وہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کا زیادہ تقویٰ رکھتا ہو۔[۱]

۲۔امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد بن مسلم بن شہاب زہری حضرت علیؑ بن الحسینؑ کی خدمت حاضر ہوا وہ مغموم و محزوں نظر آرہا تھا۔ فرمایا کیا ہوا تو کیوں مغموم ہے۔ عرض کیا ان امور کی وجہ سے جن کا مجھ سے امتحان لیا گیا ہے۔ رنج و غم ہیں کہ لگاتار مجھے درپیش آرہے ہیں۔ میری نعمتوں پر حسد کرنے والوں کی طرف سے مجھ میں طمع کرنے والوں کی وجہ سے۔ جن سے میں امید رکھتا ہوں۔ ان کے سبب سے اور جن سے نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے گمان کے خلاف ہوتے ہیں۔

تو علی بن الحسینؑ نے اس سے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کر اس ذریعہ سے تو اپنے بھائیوں کا مالک بن جائے گا زہری نے کہا میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اس چیز سے کہ جو میرے کلام سے ان کی طرف سبقت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت دور چلا گیا ہے بہت ہی بعید ہے اور ان چیزوں کے ذریعہ اپنے اوپر اترانے سے بچ۔ اور ایسی بات کرنے سے اپنے آپ کو بچا دل جس کا انکار کرتے ہوں۔ اگرچہ تیرے پاس اس کی معذرت بھی ہو۔ کیوں کہ ہر تیری بات جو تو کسی کو سنواتا ہے تیرے لیے ممکن نہیں کہ اتنا عذر بھی وسیع کرسکے۔

اے زہری جس کی عقل اس کے تمام اجزاء سے اکمل نہ ہو۔ اس کی ہلاکت اس کے آسان

(بقیہ حاشیہ) [۱] صفۃ الصفوۃ ۲/۵۶۔

[۲] زین العابدین تالیف مقرم ۱۴۱

اور کمترین عضو سے ہوگی۔ اے زہری کیا تجھ پر لازم نہیں ہے کہ تو تمام مسلمانوں کو اپنے گھر کے افراد کی طرح سمجھے۔ ان میں سے بڑوں کو اپنے باپ کی جگہ، چھوٹوں کو اولاد کی جگہ اور ہم سنوں کو اپنے بھائی کی جگہ رکھے۔ تو ان میں سے کسی پر تو ظلم کرنا پسند کرتا ہے اور کسی پر بددعا کرنے کو پسند کرتا ہے۔ کسی کا پردہ فاش ہونے کو دوست رکھتا ہے۔ اور اگر تجھ سے ابلیس لعن اللہ یہ تعرض کرے کہ تجھے اہل قبلہ میں سے کسی پر فضیلت ہے تو غور کرو کہ اگر وہ تجھ سے بڑا ہے تو کہو کہ وہ ایمان اور عمل صالح میں مجھ سے سبقت کر چکا ہے۔ لہذا وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ تیرا ہم سن ہے۔ تو کہہ کہ مجھے اپنے گناہ کا تو یقین ہے اور اس کے معاملے کا شک ہے تو مجھے کیا حق ہے کہ میں اپنے یقین کو شک کی بنا پر چھوڑ دوں اور اگر تو مسلمانوں کو دیکھے کہ وہ تیری تعظیم و توقیر و تکریم کرتے ہیں تو کہہ کہ یہ ان کا فضل ہے۔ جس کو وہ حاصل کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر ان سے کوئی ظلم و زیادتی اور تکلیف و بے رخی دیکھے تو کہہ کہ یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے کہ جو مجھ سے سر زد ہوا ہے۔ پس اگر تو انہیں معمول بنالے تو تیری زندگی تجھ پر آسان ہوجائے گی اور تیرے دوست احباب میں اضافہ ہوگا۔ تیرے دشمن کم ہوجائیں گے اور جو کچھ وہ نیکی کریں گے تو اس سے خوش ہوگا۔ اور اگر جفاء زیادتی کریں گے تو تجھے افسوس نہیں ہوگا۔

اور یقین کرے کہ لوگوں پر بہت مہربان وہ شخص ہے جس کی طرف سے خیر و بھلائی کا ان پر ہمیشہ فیض ہوتا رہے۔ اور جو ان سے مستغنی ہو اور پاک دامن ہو۔ اور اس کے بعد ان کے نزدیک زیادہ مکرم و محترم وہ ہے کہ عفیف و پاک دامن ہو چاہے ان کا محتاج ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اہل دنیا مال کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور جو شخص ان کی آرزو میں مزاحمت نہ کرے ان کے نزدیک محترم و مکرم ہے اور جو مزاحمت نہ کرنے کے ساتھ اس میں سے بعض پر انہیں تمکین دیدے تو وہ ان کے نزدیک زیادہ باعزت و مکرم و باوقار ہے۔[۱]

۴۔ ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا اے میرے بھائیو! میں تمہیں آخرت کے گھر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ دنیا کے

---

[۱] احتجاج طبرسی ۲ / ۵۲

گھر کے بارے میں وصیت نہیں کرتا۔ کیوں کہ اس پر تو تم حریص ہو اور اس سے تمسک کیے ہوئے ہو۔ کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں جو عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے حواریوں سے کہی تھی انہوں نے فرمایا تھا کہ دنیا ایک پُل ہے۔ پس اسے عبور کر لو اس کو تعمیر نہ کرو اور فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو دریا کی موج پر گھر بنائے۔ اس دنیا کے گھر کو جائے قرار، قرار نہ دو[1]

[1] زین العابدین مقرم۔ ۱۷۶

آپؑ کے بعض خطوط

آئمہ اہل بیت علیہ السلام کی پوری زندگی خدا تعالےٰ اور اس کے کلمہ کی بلندی کی طرف دعوت ہے یہ حضرات ہر طریقہ اور ہر ذریعہ سے امت کو صحیح سمت پر متوجہ کرنے اور رشد و ہدایت کا وسیلہ تھے پس ان کے مخصوص خطوط و رقعات بھی ان ہی وسائل میں سے تھے کہ جن کو ارشاد و تبلیغ کے لیے عمل میں لاتے تھے۔

جو شخص ان خطوط میں غور و خوص کرے گا تو انہیں تعلیمات اسلامی، مواعظ، حکم اور اخلاق کا خزانہ پائے گا ہم یہاں بعض خطوط پیش کرتے ہیں جو امام زین العابدینؑ سے وارد ہوئے ہیں۔

۱۔ آپ کا ایک خط عبدالملک بن مروان کے نام ہے جو اس کے ہی ایک خط کے جواب میں آپ نے لکھا تھا۔

اما بعد بے شک مجھے تیرا خط ملا ہے جس میں تو نے مجھ سے اس لیے کراہت و ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے کہ میں نے اپنی کنیز سے شادی کی ہے اور یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ زنان قریش میں ایسی عورتیں ہیں جو ہمسرانی رشتہ کے لیے زیادہ بزرگی رکھتی ہیں اور جن سے زیادہ نجیب اولاد پیدا ہونے کی امید رکھی جاسکتی ہے حالانکہ رسول اللہؐ سے بڑھ کر بزرگی میں کسی کا کوئی مقام نہیں اور کرم و شرافت میں بھی کسی کو برتری حاصل نہیں، میری مملوکہ کنیز میری ملکیت سے کسی ایسے امر کی وجہ سے نکلی تھی جسے خدائے عزوجل نے چاہا تھا جس میں اس کے ثواب کو چاہتا تھا پھر میں نے اس کے مقررشدہ طریقہ پر اسے واپس لے لیا۔ اور جو بھی دین خدا میں ذکی و پاکیزہ ہے۔ اس معاملے کی کوئی چیز اس میں نقص و خلل پیدا نہیں کرسکتی

خدا نے اسلام کے ذریعہ پستی کو بلند کیا اور نقائص کی تکمیل کی ہے اور سرزنش و ملامت کو دور کیا ہے۔ کسی مسلمان مرد پر کوئی لعنت ملامت نہیں ہے یہ سرزنش جاہلیت کی علامت و سرزنش ہے۔ والسلام

جب عبدالملک نے یہ خط پڑھا تو اپنے بیٹے سلیمان کی طرف پھینکا۔ اس نے بھی اسے پڑھا پھر کہا اے امیرالمومنین علیؑ ابن الحسینؑ نے اس تحریر کے ذریعہ کس قدر شدید فخر کیا ہے آپ پر۔

عبدالملک نے کہا اے بیٹا یہ بات نہ کہو یہ بنی ہاشم کی زبانیں ہیں اے بیٹا! علیؑ ابن الحسینؑ وہیں سے بلندی چاہتے ہیں جہاں سے لوگ پستی سمجھتے ہیں۔

پھر وہ حاضرین ہم مجلس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ مجھے کسی ایسے شخص کے بارے بتاؤ کہ جب وہ کوئی ایسا کام کرے جو لوگوں کو پست و رذیل بنا دیتا ہو۔ مگر حقیقتاً وہی اس کے شرف و بزرگی کی زیادتی کا سبب ہو۔

انہوں نے کہا یہ تو امیرالمومنین ہیں۔

اس نے کہا۔ نہیں، خدا کی قسم، حاضرین نے کہا ہم تو امیرالمومنین کے سوا کسی کو ایسا نہیں سمجھتے۔ تو عبدالملک نے کہا خدا کی قسم یہ "امیرالمومنین" نہیں ہے۔ یہ تو علیؑ ابن الحسینؑ ہیں[1]۔

۲۔ عبدالملک کو کسی نے مطلع کیا کہ رسول اللہؐ کی تلوار علیؑ ابن الحسینؑ کے پاس ہے۔ پس اس نے تلوار کو ہبہ کر دینے کی خواہش کے ساتھ کسی کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور ساتھ ہی آپ سے کسی حاجت و ضرورت کو جسے وہ پورا کرے دریافت کرایا تو آپ نے انکار کر دیا۔ پس عبدالملک نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں آپ کو تہدید کی اور دھمکی دی کہ بیت المال سے آپ کا حصہ کاٹ دے گا۔ آپ نے اسے جواب تحریر فرمایا۔

امابعد بے شک خدا متقین کو اس جگہ سے نکالنے کا ضامن ہوا ہے وہ پسند نہیں کرتے اور ایسی جگہ سے رزق دیے گا جس کا انہیں گمان بھی نہیں ہوتا۔ خدائے جل ذکرہ فرماتا ہے۔ "ان اللہ لا یحب کل خوان فخور" بے شک خدا

---

[1] ۔ زین العابدین سید الاہل ص ۶۰

ہر خیانت کرنے اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ پس غور و فکر کر کہ ہم میں سے کون اس آیت کا زیادہ حق دار ہے۔[1]

۳۔ آپ کا ایک خط اپنے اصحاب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔"

فیتجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا و ما عملت من سوء تود لو ان بینھا و بینہ امدا بعیدا و یحذرکم اللہ نفسہ" (پس ہر نفس موجود پائیگا وہی کچھ، جو اس نے عمل خیر یا عمل بد کیا ہے۔ اور آرزو کرے گا کہ اس کے اور اس کے درمیان دور کی مدت ہوتی اور خدا تمہیں اپنی ذات خاص سے ڈراتا ہے) اے آدم کے غافل بیٹے تجھ پر ہزار افسوس کہ جس سے غفلت نہیں برتی گئی تیری اجل تیری طرف سب سے زیادہ تیز ہے۔ وہ بڑی شدت سے تیری طرف متوجہ ہے۔ اور تیری طالب ہے اور قریب ہے کہ وہ تجھ تک پہنچ جائے۔ تیری اجل پوری ہو چکی فرشتے نے تیری روح قبض کر لی ہے اور تجھے قبر میں تنہا چھوڑ دیا ہے۔ وہ تیری روح کو تیری طرف پلٹائے گا اور تجھ سے پرسش کرنے کو دو فرشتے "ناکرو نکیر" آئیں گے جو تیرا سخت امتحان لیں گے اور پہلا سوال جو تجھ سے کریں گے یہ کہ تیرا رب کون ہے جس کی تو عبادت کرتا تھا۔ اور نبی کون ہے جو تیری طرف بھیجا گیا۔ اور تیرا دین کیا ہے جسے تو نے اختیار کیا ہے، کتاب کون سی ہے جسے تلاوت کرتا ہے اور امام کون ہے جسے تو اپنا مولا سمجھتا ہے۔ تیری عمر بھر کی مشغولیت کیا ہے اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا ہے۔ پس غور و فکر کے ساتھ اپنے نفس کے بچاؤ کا سامان کر اور سوالات امتحان سے پہلے ہی ان کے جوابات تیار کرے۔ اگر تو مومن، عارف دین، صادقین کا پیرو اور اولیا و خدا کا موالی و محب ہوا تو خدا تیری حجت تجھے تلقین کرے گا اور تیری زبان کو بہترین قوت گویائی عطا کرے گا کہ مناسب جواب دے سکے

---

[1] اعیان الشیعہ ۴ - ۸۱ ، البحار ۱۱ / ۲۷

اور اللہ کی طرف سے تجھے جنت ورضوان کی بشارت مل جائے گی روح وریحان کے ساتھ فرشتے تیرا استقبال کریں گے اور اگر تو ایسا نہ ہوا تو تیری زبان لڑکھڑا جائے گی، تیری حجت باطل ہو جائے گی، جواب دینے سے عاجز ہو گا پھر تجھے نار جہنم کی بشارت ملے گی جہنم، آگ، تپش، گرم پانی کے ساتھ عذاب کے فرشتے تیرا استقبال کریں گے۔

اور اے ابن آدم یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد قیامت میں جو کچھ ہے وہ اس سے بہت زیادہ عظیم تکلیف دہ اور دلوں کو درد پہنچانے والا ہے۔ "ذلک یوم مجموع له الناس وذلک یوم مشهود" (یہ وہ دن ہے کہ لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں شہادت دی جائے گی) اور خدا اس روز اولین و آخرین کو جمع کرے گا۔ "یوم ینفخ فی الصور و بعث فیه القبور ذلک یوم الازفة اذا القلوب لدی الحناجر کاظمین" (اس روز صور پھونکا جائے گا قبروں کو الٹا پھرایا جائے گا یہ قریب ہونے کا دن ہے جب کہ دل نرخروں کے پاس غصہ کے گھونٹ پی رہے ہوں گے) یہ وہ دن ہے کہ جس میں لغزشیں معاف نہ ہوں گی نہ ہی فدیہ لیا جائے گا نہ ہی معذرت قبول ہو گی اور نہ توبہ، یہ دن تو نیکیوں کی جزاء اور برائیوں کی سزا کا دن ہے۔ پس جو مومن ہے وہ اپنی ذرہ برابر نیکی کو یہاں موجود پائے گا اور جس مومن نے دنیا میں کوئی ذرہ بھر برائی کی تھی اسے بھی موجود پائے گا۔ پس اے لوگو! بچو ان گناہوں سے۔ جن سے اللہ تعالٰی نے منع کیا ہے اور اپنی صادق و ناطق کتاب میں ڈرایا ہے۔ اللہ کے عذاب اور تباہی سے مامون نہ رہنا جب تمہیں شیطان لعین دنیا کی شہوتوں اور لذتوں کی طرف دعوت دے رہا ہو۔ کیونکہ خدا سورۂ اعراف میں فرماتا ہے: "ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطٰن تذکروا فاذاهم مبصرون" وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ جب انہیں شیطان کی طرف سے کسی خواب و خیال نے مس کیا تو وہ متذکر

ہوئے تو وہ اچانک دیکھ لیں گے) پس اپنے دلوں کو خوف خدا کا عادی بنا لو اور جس چیز کا اس نے تم سے وعدہ لیا ہے اسے یاد رکھو جیسا کہ اس نے تمہیں اپنے سخت عقاب و عذاب سے ڈرایا ہے تو جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے۔ اس سے بچتا ہے اور جس چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ اور دنیاوی زندگی کے لذائذ پر مائل ہونے والوں کی طرح غافل نہ بنو اللہ تعالے سورہ نحل میں فرماتا ہے۔ "أفامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بہم الارض او یأتیہم العذاب من حیث لایشعرون او یأخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین او یاخذھم علی تخوف (کیا مامون ہوگئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے مکر و فریب سے برائیاں کی ہیں خدا انہیں زمین میں دھنسا دے گا یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب بھیجے گا جس کا وہ شعور نہ رکھتے ہوں یا ان کے لوٹنے پوٹنے میں انہیں پکڑ لے تو وہ عاجز نہیں کر سکتے یا ڈرتے ہوئے انہیں پکڑ لے۔

پس اللہ سے ڈرو کہ اس نے اپنی کتاب میں ظالموں کے ساتھ اپنا برتاؤ بیان کر کے تمہیں ڈرایا ہے۔ اس نے تمہارے غیر کے وعظ سے تمہیں نصیحت کی ہے۔ سعد و نیک بخت وہی ہے جو اپنے غیر سے وعظ حاصل کرے اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں تم سے پہلے اہل قری کے ظالموں کے ساتھ اپنا سلوک بیان کر کے تمہیں ڈرایا ہے جہاں اس نے فرمایا "وانشأنا بعدھا قوماً آخرین" (ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کیا) اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ "فلما احسوا باسنا اذا ھم منھا یرکضون" (جب انہوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا تو اچانک وہ اس سے بھاگنے لگے) اللہ تعالے نے سورہ انبیاء میں فرمایا۔ "ولا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ و مساکنکم لعلکم تسألون قالوا یویلنا انا کنا ظلمین" (بھاگو نہیں انہیں گھروں میں جہاں تم عیش و راحت کے ساتھ رہتے تھے واپس آجاؤ تاکہ

تم سے سوال کیا جائے تو وہ کہیں گے وائے ہو ہم پر بے شک ہم ظالم تھے) پس اے لوگو اگر تم کہو کہ اللہ کی مراد ان سے اہل شرک ہیں) یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اس کا فرمان یہ ہے۔ "ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا وکفیٰ بنا حاسبین۔" (اور ہم قیامت میں انصاف کے ترازو رکھ دیں گے۔ پس کسی شخص پر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ اگر کسی کی نیکی رائی کے دانہ کے برابر ہوگی تو ہم اس کا بدلہ دیں گے اور ہم حساب کرنے میں کافی ہیں) اے اللہ کے بندو! جان لو کہ اہل شرک کے لیے ترازو نہیں رکھے جائیں گے اور نہ ہی ان کے اعمال کے دفتر کھولے جائیں گے بلکہ وہ تو صرف جہنم کے لیے گروہ در گروہ محشور کیے جائیں گے۔ دفاتر اعمال کا کھلنا اور انصاف کے ترازو نصب کرنا اہل اسلام کے لیے ہے پس اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ اپنے اولیاء میں سے کسی ایک کے لیے بھی دنیا کی چمک دمک اور ظاہری رونق کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ دنیا اور اہل دنیا تو اس لیے پیدا کیے گئے ہیں تاکہ خدا ان کی آزمائش کرے کہ کون ان میں سے آخرت کے لیے اچھا عمل کرتا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تمہارے لیے مثالیں قائم کی ہیں آیات کو عقل مند قوم کے لیے دہرایا ہے۔ پس اے مومنو! تم بھی صاحب عقل و فراست قوم بن جاؤ۔ اور نہیں ہے۔ کوئی صاحب قوت مگر خدائے تعالےٰ اور پرہیز کرو رنگا رنگ دنیا کے ان امور سے جن سے پرہیز کرنے کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے۔ کیوں کہ اللہ کا قول حق ہے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا ہے۔" انما مثل الحیٰوۃ الدنیا کما انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یأکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتاھا امرنا لیلا او نھارا فجعلناھا حصیداً کان

لم تغن بالامس کذٰلک نصرف الآیات لقوم یتفکرون ۰"
(دنیاوی زندگی کی مثال تو اس پانی کی طرح ہے کہ جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ جس سے ملے جلے نباتات اگ آئے جسے انسان اور چوپائے کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین اس سبزہ سے مزین و آراستہ ہو جاتی ہے۔ اس میں رہنے والے گمان کرتے ہیں کہ اس زینت پر ہم قابو و قدرت یافتہ ہیں تو اچانک ہی رات کو یا دن میں ہمارا حکم عذاب آپہنچا اور اسے ایسا بنا دیا کہ گویا کل یہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ بس جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں ان کے لیے ہم اپنی آیتیں اسی طرح بیان کرتے ہیں)

رنگینی دنیا کی طرف نہ جھکو کیونکہ اللہ نے سورہ ہود میں اپنے رسول محمدؐ کو خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا ہے۔ "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" (ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہونا جنہوں نے ہماری نافرمانی کرکے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے ورنہ جہنم کی آگ تمہیں بھی لپیٹ لے گی) اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ جھکو اس شخص کی طرح جو اسے ہمیشہ کا گھر سمجھتا ہے یہ تو اکھڑنے والا خیمہ، مقصد تک پہنچنے کی منزل اور نیک عمل کرنے کی جگہ ہے پس اعمال صالحہ میں سے زاد راہ بناؤ اسے چھوڑنے سے پہلے اور اس کے آخر پر اللہ کے اذن سے پہلے بس گویا اسے خراب کر دیا اس نے کہ جس نے پہلے اسے آباد کیا تھا اور اس نے اس کی ابتدا کی اور وہی اس کی میراث کا مالک ہے میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے سوال کرتا ہوں۔ زہد و تقویٰ اختیار کرنے میں اس کی معاونت و توفیق کا۔ اللہ تم سب کو اس دنیاوی زندگی میں زاہدین میں قرار دے۔ ہمیں اور تمہیں سب کو آخرت کا ثواب حاصل کرنے پر بہت جلد رغبت والے بے شک ہم اسی کے لیے ہیں اور اسی کے ساتھ ہیں والسلام [1]

---

[1] اس خط کو مقرم نے زین العابدین ص ۱۳۸ میں اور شیخ نے تنبیہ الخواطر یعنی مجموعہ ورام ص ۲۹۹ میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح تحف العقول میں اور ان دونوں نے کہا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو ہر جمعہ کے دن اس خط کے مضمون پر وعظ فرماتے تھے

آپؑ کے بعض کلمات قصار

ہمارے آئمہ نے لوگوں کی ہدایت وارشاد کے لیے جو وسائل اختیار کئے وہ یہ ہیں کہ اپنے گردوپیش کے لوگوں میں مختلف قسم کی حکمتیں، مواعظ، آداب واخلاق، اور زیادہ خوبصورت تعبیر میں مختصر عبارتیں کہ جسے دل یاد رکھ سکیں، زبانیں بار بار ورد کر سکیں اور ان کے اصحاب انہیں عمل وتطبیق کے لیے اخذ کر سکیں۔ کتابوں میں آئمہ کے ہزارہا کلمات ہیں یہاں تک کہ بعض علماء نے امیرالمومنینؑ کے دو ہزار کلمات ایک مستقل کتاب میں جمع کئے ہیں۔

اس فصل میں ہم امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے حاصل شدہ بعض ارشادات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ آپ نے فرمایا جو شخص امر بمعروف اور نہی از منکر کو چھوڑ دے تو وہ اس شخص کی مثل ہے جس نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا ہو مگر یہ کہ وہ ڈرے، ڈرنا۔ آپ سے عرض کیا گیا اس ڈرے، "ڈرنا" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کسی جبار عناد سے ڈرے کہ کہیں وہ اس پر تفریط و زیادتی یا سرکشی وطغیان نہ کرے۔[1]

۲۔ آپ نے فرمایا تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل بھی کم رتبہ نہیں ہے اور وہ کس طرح کم ہو سکتا ہے۔ جو درجہ قبولیت پر فائز ہو۔

۳۔ آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک البغض (سب سے زیادہ قابل نفرت) وہ شخص ہے جو کسی امام کی سنت کو اپنا تا ہے مگر اس کے عمل کی پیروی نہیں کرتا۔

---

[1] تذکرۃ الخواص ۱۸۵؛

۴۔ آپ نے فرمایا کتنے افراد ہیں جو اپنے حسن قول پر فریفتہ ہیں اور کتنے ہیں کہ عیوب پر عمدہ پردے پڑے ہونے کے باعث مغرور ہیں اور کتنے ہیں کہ جن کے ساتھ نیکی و احسان کا برتاؤ انہیں آہستہ آہستہ مستحق عذاب بنا رہا ہے۔[1]

۵۔ آپ نے فرمایا مسلمان کے دین کا کمال یہ ہے کہ اس گفتگو کو ترک کرے جو فضول و لایعنی ہو۔ نزاع کم کرے۔ حلم و بردباری، صبر و تحمل اور حسن خلق کا مظاہرہ کرے۔

۶۔ آپ نے فرمایا تین چیزیں مومن کے لیے باعث نجات ہیں۔ غیبت سے زبان کو روکنا اور ایسے امور میں مشغول رہنا جو دنیا و آخرت میں نفع بخش ہوں۔ اور اپنی خطا و گناہ پر بہت رونا۔

۷۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کو اس کی معرفت کے بعد کوئی چیز۔ شکم و شرم گاہ کی عفت و پاکدامنی سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔

۸۔ آپ نے فرمایا۔ خدا سے شرم و حیا کرو۔ تاکہ اس کا قرب حاصل ہو۔

۹۔ آپ نے فرمایا۔ غیبت سے بچو۔ کیونکہ وہ جہنم کے کتوں کا سالن ہے۔

۱۰۔ آپ نے فرمایا۔ قیامت میں، جو کچھ کسی شخص کی ترازو میں رکھا جائے گا اس میں سے حسن اخلاق سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔[2]

۱۱۔ آپ نے فرمایا جو شخص سیر ہو کر رات گزارے جب کہ اس کے سامنے ایک بھوکا مومن ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ میرے فرشتو! اس پر گواہ رہو۔ اس نے میرے حکم کی نافرمانی اور میرے غیر کی اطاعت کی ہے۔ پس میں نے اسے اس کے عمل کے سپرد کر دیا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں اسے کبھی نہ بخشوں گا۔[3]

۱۲۔ آپ نے فرمایا۔ ناپسندیدہ فیصلہ پر رضامند ہو نا الیقین کے بلند ترین درجات میں سے ہے۔[4]

۱۳۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس متکبر فخر کرنے والے پر تعجب ہے جو گذشتہ کل ایک نطفہ تھا اور کل مردہ ہو گا۔ اور مجھے بے حد تعجب اس پر ہے جو ذات خدا میں، خدا کی مخلوق کو دیکھنے کے

---

[1] فضائل امام علی تالیف مغنیہ ۲۱۹۔ [2] زین العابدین مقرم ۲۱۶۔ ۲۲۰ [3] زین العابدین مقرم ۴۴ [4] اعیان الشیعہ ج ق ۱/۵۱۷

بعد بھی شک کرتا ہے اور بہت زیادہ تعجب اس پر ہے۔ جو دارِ فنا کے لیے تو مصروف عمل ہے مگر دارِ بقا کے لیے عمل کرنا چھوڑ چکا ہے۔

۱۴۔ آپ نے فرمایا۔ توبہ، اس عمل کو چھوڑنا ہے جس کے لیے توبہ کی ہے۔ صرف توبہ کہنے سے توبہ نہیں ہوتی۔ لے

۱۵۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے چار چیزیں، چار چیزوں میں چھپا رکھی ہیں۔ اپنی رضا اطاعت میں پس اس کی اطاعت میں سے کسی چیز کو کمتر نہ سمجھو ہو سکتا ہے وہی اس کی رضا کے موافق ہو اور تم اسے نہ جانتے ہو۔ اپنی ناراضی اپنی نافرمانی میں، لہذا اس کی کسی معصیت و نافرمانی کو چھوٹا نہ سمجھو۔ بسا اوقات اس کی حقیر نافرمانی اس کی ناراضی کا سبب ہو اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔ اجابت دعا، دعا کرنے میں چھپا رکھی ہے۔ کسی دعا کو چھوٹی نہ سمجھنا ہو سکتا ہے وہی دعا۔ اجابت و مقبولیت سے موافقت رکھتی ہو اور تمہیں اس کی خبر نہ ہو۔ اور اس نے اپنا دوست، ولی، اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے۔ لہذا اس کے کسی بندے کو حقیر نہ سمجھنا شاید وہی اس کا ولی ہو اور تم اُسے پہچانتے نہ ہو۔

۱۶۔ آپ نے ایک انسان کو دیکھا جو بیماری سے صحت یاب و تندرست ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھے گناہوں سے پاک ہونا مبارک ہو۔ خدا نے تجھے یاد رکھا ہے۔ تو بھی اُسے یاد رکھ، اس نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ اس کا شکریہ ادا کر۔

۱۷۔ ابی حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ علی بن الحسینؑ فرماتے تھے۔ جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلائے۔ یہاں تک کہ اسے سیر کر دے تو مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ آخرت میں اس کے لیے کیا اجر ہوگا نہ ملک مقرب نہ نبی مرسل سوائے اللہ کے جو تمام جہانوں کا رب ہے پھر فرمایا بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا۔ اسباب مغفرت میں سے ہے پھر آپ نے اللہ کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔ "او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ" بھوک میں قرابت دار یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا ہے

لے کشف الغمہ ۱۹۹ - ۲۰۶ ٭ زین العابدین مقرم ۱۹۱، ۱۹۶، ۱۹۷

آپؑ کے بعض جوابات

آئمہ اہل بیت سے وارد ہونے والے بہت سے وصایا، خطب، مواعظ، حکم اور ضرب الامثال کو اہل تاریخ وسیرت وسوانح نگاروں نے جمع اور محفوظ کیا ہے اور انہوں نے ان گرامی قدر حضرات کے بعض وہ جوابات بھی محفوظ کیئے ہیں۔ جو مسائل کی صورت میں دریافت کیئے گئے تھے۔

اور وہ مسائل مختلف ہیں کچھ قرآن کی بعض آیات کی تفسیر کے بارے میں کچھ فقہ وشریعت کے متعلق ہیں اور کچھ توحید وعدل کی گفتگو ہے اور کہیں ان غیبی امور کا بیاں ہے۔ جنہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ اس سلسلہ کی اس سے پہلی کتب میں ہم نے ان کے بعض جوابات ذکر کئے ہیں۔ یہاں ہم امام زین العابدین علیہ السلام کے بعض جوابات پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ ابو حازم نے کہا ہے کہ ایک شخص نے امامؑ سے عرض کیا کیا آپ نماز کو جانتے ہیں۔ میں (ابو حازم) نے اس پر حملہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو اے ابو حازم علماء ہی حلیم وبردبار ہوتے ہیں پھر آپ سائل کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا۔ ہاں! میں نماز کو جانتا ہوں۔ تو اس نے نماز کے افعال، تروک اور اس کے فرائض ونوافل کے بارے میں سوال کیا اور یہاں تک بات پہنچی کہ نماز کا افتتاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تکبیر، اس نے عرض کیا اس کی برہان کیا ہے فرمایا؛ قرائت، عرض کیا اس کا خشوع کیا ہے فرمایا۔ مقام سجدہ پر نگاہ رکھنا۔ عرض کیا اس کی تحریم کیا ہے، فرمایا تکبیر، عرض کیا اس کی تحلیل کیا ہے۔ فرمایا سلام پھیرنا۔ عرض کیا، اس کا جوہر کیا ہے، فرمایا تسبیح، عرض کیا اس کا شعار کیا ہے۔ فرمایا تعقیبات، عرض کیا اس کا تمام و مکمل ہونا کیا ہے، فرمایا محمدؐ وال محمدؐ پر درود بھیجنا، عرض کیا اس کی شرط قبول کیا ہے فرمایا

ہماری ولایت اور ہمارے دشمنوں سے برائت عرض کیا آپ نے کسی کے لیے حجت و دلیل نہیں چھوڑی پھر وہ یہ کہتا ہوا اٹھا کہ خدا زیادہ بہتر جانتا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے[1]

۲۔ آپ سے عصبیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔

آپ نے فرمایا عصبیت ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے کوئی انسان گنہگار ہوتا ہے۔ یہ کہ انسان اپنی قوم کے بدترین آدمی کو دوسری قوم کے بہترین شخص سے اچھا سمجھے یہ عصبیت نہیں ہے کہ انسان اپنی قوم سے محبت کرے۔ بلکہ عصبیت یہ ہے کہ ظلم و جور پر بھی اپنی قوم کی اعانت کرے۔[2]

۳۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سب لوگوں میں سے زیادہ عظیم قدر و منزلت کون رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کہ جو دنیا کے لیے اپنے نفس کی قدر و منزلت کو نہ سمجھے[3]

۴۔ سعید بن مسیب کہتا ہے۔ کہ میں نے علی ابن الحسینؑ سے اس مرد کے متعلق سوال کیا جس نے ایک عورت کو ٹھوکر ماری تو اس کے شکم سے مردہ بچہ نکل پڑا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نطفہ تھا جو رحم میں جائے اور چالیس دن برقرار رہے تو بیس دینار۔ اور اگر علقہ اور خون کا لوتھڑا تھا کہ جو رحم میں اسی۸۰ دن رہے۔ اس پر چالیس دینار اگر اس کے رحم سے مضغہ گوشت کا ٹکڑا) خارج ہوا کہ جو رحم میں ایک سو بیس دن رہا ہو۔ تو پھر ساٹھ دینار اور اگر اس حالت میں اسقاط کرے کہ وہ نسمہ مخلقہ جس میں گوشت اور ہڈی ہو، اعضا و جوارح جڑ چکے ہوں اور اس میں روح حیات و بقا پھونکی جا چکی ہو تو پھر اس پر پوری دیت ہو گی[4]

۵۔ روم کے بادشاہ نے عبدالملک کو لکھا کہ میں نے اس اونٹ کا گوشت کھایا ہے جس پر سوار ہو کر تیرا باپ مدینہ سے بھاگا میں تجھ سے ضرور ایک لاکھ لشکر کے ساتھ اور ایک

---

[1] المناقب ۲۳۶/۲ ،

[2] المدخل الی موسوعۃ العتبات المقدسہ ۱۹۶

[3] فضائل امام علی تالیف مغنیہ ص ۲۱۹

[4] المناقب ۲۵۹/۲ ،

لاکھ اور لاکھ کے ساتھ جنگ کروں گا۔ پس عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ اپنی طرف سے نیکی کا وعدہ دے کر یہ سوال زین العابدینؑ کے پاس بھیج اور جو جواب آئے اس سے مجھے مطلع کر۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ کی ایک لوح محفوظ ہے جسے وہ ہر روز تین سو لمحہ دیکھتا ہے۔ جن میں سے کوئی لمحہ نہیں مگر یہ کہ وہ مارتا، زندہ کرتا، عزت دیتا اور ذلیل کرتا ہے، جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ان میں سے ایک ہی لمحہ میں تیری کفایت کرے گا۔ حجاج نے یہ تحریر عبد الملک کو بھیجی اور عبد الملک نے شاہ روم کو بھیج دی۔ جب شاہ روم نے یہ تحریر پڑھی تو کہنے لگا کہ یہ بات نہیں نکلی مگر نبوت کے کلام میں سے۔[1]

۶۔ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا اولین و آخرین اور ان تمام کو جنہیں تخلیق کیا ہے۔ ایک ہی جگہ جمع کرے گا پھر نچلے آسمان کے فرشتے اتر کر ان کے گرد صف بستہ ہو جائیں گے اور ان کے گرد آگ کی قناتیں لگا دیں گے پھر دوسرے آسمان کے فرشتے نازل ہوں گے وہ ان قناتوں کو گھیر لیں گے اور ان کے گرد آگ کی قناتیں لگا دیں گے پھر اسی طرح تیسرے آسمان کے فرشتے نازل ہو کر پہلی قناتوں کے گرد آگ کی قناتیں لگائیں گے۔ اسی طرح آپ نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کا نزول اور آگ کی سات سرادقات و قناتیں بیان فرمائیں تو وہ شخص چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا جب افاقہ ہوا تو عرض کیا فرزند رسول اللہؐ۔ علیؑ اور ان کے شیعہ کہاں ہوں گے فرمایا مشک و عنبر کے ٹیلوں پر، ان کے لیے کھانے پینے کا سامان لایا جائے گا اور یہ منظر انہیں محزون و غم زدہ نہیں کرے گا۔[2]

۷۔ جب آپ نے روز قیامت کا ہولناک منظر اور ظالم سے مظلوم کا قصاص لینا بیان کیا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا فرزند رسولؐ جب مومن کا کافر کے ذمہ کوئی ظلم ہو گا تو وہ اس کے بدلے کیا لے گا۔ جب کہ وہ تو اہل جہنم سے ہے۔ آپ نے فرمایا مسلمان سے آتنی

---

[1] المناقب ۲/۲۵۹، البحار ۱۱/۳۸ [2] البحار ۲/۳/۴۲

برائیاں پھینک دی جائیں گی۔ جبتبی اس مظلمہ کا بدل ہوں گی اور ان کے ساتھ کافر کو معذب کیا جائے گا علاوہ اس عذاب کے جو کفر کی وجہ سے اس پر ہوگا۔

اب اس نے عرض کیا۔ اگر مسلمان کا حق کسی مسلمان پر ہوا تو وہ اس سے کیا لے گا۔ آپ نے فرمایا ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں ظالم کے ذمہ ڈال دی جائیں گی۔ [۱]

۸۔ آپ سے زہد کے بارے میں سوال کیا۔

آپ نے فرمایا زہد دس چیزیں ہیں زہد کا درجہ اعلیٰ، ورع کا نچلا درجہ ہے اور ورع کا اعلیٰ درجہ یقین کا نچلا درجہ ہے اور یقین کا اعلیٰ درجہ رضا کا نچلا درجہ ہے یاد رکھو سارا زہد کتاب اللہ کی ایک آیت میں ہے "لکیلا تأسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم" (جو کچھ تم سے فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ تمہارے پاس آ جائے اس پر خوش نہ ہو جاؤ۔ [۲]

۹۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب اعمال سے افضل کون سا عمل ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی معرفت کے بعد کوئی عمل بھی دنیا کو مبغوض رکھنے سے بہتر نہیں ہے اور اس کے بہت سے شعبے ہیں۔ پس پہلی چیز کہ جس کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کی گئی وہ تکبر ہے وہ ابلیس کا گناہ ہے پس جس وقت اس نے انکار و تکبر کیا وہ کافر ہو گیا۔ پھر حسد ہے اور وہ آدم کے بیٹے کا گناہ ہے جس نے حسد کی بنا پر اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ پس اس کے شعبے بنے عورتوں کی محبت، دنیا کی محبت، ریاست و امارت کی محبت، راحت و آرام کی محبت، گفتگو کرنے کی محبت، علو (اپنے کو بڑا سمجھنے) کی محبت اور ثروت و دولت کی محبت، یہ سات خصال ہیں اور یہ سب کے سب دنیا کی محبت میں جمع ہو گئیں۔ پس علماء و انبیاء نے یہ کچھ جان لینے کے بعد کہا "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" (دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرنامہ ہے) اور دنیا دو قسم کی ہے ایک آخرت تک پہنچانے والی دنیا اور ایک ملعون دنیا ہے۔ [۳]

---

[۱] زین العابدین مقرم ۱۴۵ [۲] اصول کافی ۲/۱۲۸

[۳] زین العابدین مقرم ۱۵۲

۱۰۔ اور جب آپ سانحۂ کربلا سے گذر کر مدینہ واپس آئے تو آپ کے سامنے عبداللہ بن طلحہ بن عبداللہ کھڑا ہوا اور شماتت و خوش دلی کے ساتھ کہنے لگا کون غالب آیا کربلا کی جنگ میں کسے فتح ہوئی۔ آپ نے فرمایا جب نماز کا وقت ہو تو اذان و اقامت کہنا تو تجھے غالب و فاتح کا علم ہو جائے گا۔[۱] آپ کی مراد یہ تھی کہ وہ حضرات ہی غالب آئے کیوں کہ ان کے ہمیشہ رہنے والے ذکر نے نسلوں، قرنوں اور صدیوں کو عبور کر لیا۔ اور ان کا دشمن ہی شکست خوردہ ہے گناہ و عار اور ہمیشہ کی لعنت کے سبب جو ان پر پڑی اور برے ذکر کی وجہ سے۔ جس کا اثر رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

۱۱۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرمؐ کو کیوں ماں باپ دونوں سے یتیم کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا تا کہ ان پر کسی مخلوق کا حق واجب نہ ہو۔[۲]

۱۲۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ قریش کو آپ کے والد گرامی حضرت علیؑ سے اس قدر شدید بغض کیوں ہے۔ آپ نے فرمایا آپ نے ان میں سے پہلے کو جہنم میں بھیجا اور آخری پر ننگ و عار کو لازم قرار دیا۔[۳]

۱۳۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ فرزند رسولؐ آپ نے کس حالت میں صبح کی۔ تو آپ نے فرمایا میں نے اس حالت میں صبح کی کہ میں آٹھ کا مطلوب ہوں۔ اللہ مجھ سے فرائض کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور نبی کریمؐ سنت کا مطالبہ کرتے ہیں اور اہل و عیال اخراجات کا نفس شہوت کا اور شیطان اپنی پیروی کا اور کراماً کاتبین جو نگران ہیں وہ سچے عمل کا اور ملک الموت روح کا اور قبر جسم کا مطالبہ کرتے ہیں تو میں ان خصال کے درمیان مطلوب ہوں۔[۴]

۱۔ زین العابدین مقرم۔ ۳۷

۲۔ کشف الغمہ ۲۰۷

۳۔ اعیان الشیعہ ہم ق ۱/ ۴۲۷، کشف الغمہ ۲۰۷

۴۔ اعیان الشیعہ ہم ق ۱/ ۴۳۵

رسالۂ حقوق

بہترین اسلامی میراث اور مکتب عربی کا نفیس ترین ذخیرہ امام علیؑ ابن الحسین علیہما السلام کا یہ رسالۂ حقوق ہے۔ جس میں حقوق ہیں جو ایک مسلمان پر لازم آتے ہیں جن کی تعداد پچاس ہے کچھ اللہ سبحانہ، وتعالے کے حقوق ہیں، کچھ نفس اور اعضاء وجوارح کے حقوق ہیں کچھ فرائض و واجبات کے حقوق ہیں اور کچھ معاشرے کے حقوق الخ

مجھے افسوس ہے کہ میرا یہ سلسلہ کتب رہبرانِ آئمہ کے حجم کی اتنی گنجائش نہیں ہے کہ اس میں تمام حقوق کو جمع کیا جا سکے لہذا ہم بعض کے ذکر پر اکتفا و اقتصار کرتے ہیں، علامہ سید حسن قبانچی نے اس رسالہ کی شرح دو بڑی جلدوں میں کی ہے۔ ان میں سے پہلی جلد کو جہاں سے شروع کیا ہے ہم اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس رسالہ میں آئے ہوئے بعض امور کو یہاں بیان کرتے ہیں۔

اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ تو صرف اس کی عبادت کرے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے۔ جب تو خلوص کے ساتھ یہ کام کرے گا تو وہ دنیا و آخرت میں تیری کفایت کرے گا۔ اور دنیا و آخرت میں تیری تمام پسندیدہ چیزوں کو تیرے لیے محفوظ رکھے گا۔

اور تیرے نفس کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو اسے بجا طور پر اللہ کی اطاعت میں لگائے۔ پس اپنی زبان، اپنے کانوں، اپنی آنکھوں، اپنے پاؤں، اپنے شکم اور اپنی شرم گاہ کی طرف اس کے حقوق ادا کرے اور ان سب میں تو اللہ سے مدد طلب کرے۔

زبان کا حق یہ ہے کہ تو اس کو بد زبانی سے بالا اور مکرم رکھے۔ فضول باتیں کہ جن کا فائدہ نہیں انہیں ترک کرنے اور لوگوں سے نیکی کرنے اور ان کے لیے اچھی بات کرنے کا اسے عادی بنائے اور آداب سے آراستہ کرے اور اسے روکے رکھنا مگر دین یا دنیا کی منفعت کے

موقع پر اور اسے ایسی فضول باتوں سے بچائے رکھنا جن کا فائدہ کم ہو اور جس کے نقصان سے انسان امن میں نہیں ہے، جب کہ ان کا فائدہ کم ہے۔ عقل شاہد اور اس پر دلیل ہونے اور عاقل کا اپنی عقل سے مزین ہونے کے اس کی سیرت کا حسن اس کی زبان میں ہے۔ اور حول و قوت نہیں مگر اللہ کے ساتھ۔

تیرے کان کا حق یہ ہے کہ تو اسے غیبت اور ایسی چیزوں کے سننے سے جو حلال نہیں ہیں منزہ و پاک رکھنا اور اس کو اس سے منزہ رکھنا کہ اپنے دل کی طرف طریق بنائے۔ مگر کوئی ایسی اچھی بات کہ جو تیرے دل میں خیر و نیکی پیدا کرے یا اس سے کوئی اچھا حق کسب کرے۔ کیوں کہ یہ دل کی طرف کلام کا دروازہ ہے جو اس کی طرف کئی قسم کے معانی پہنچاتا ہے جو اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی اور نہیں قوت مگر اللہ کے ساتھ۔

اور تیرے ہاتھ کا حق یہ ہے کہ تو اسے اس طرف نہ بڑھائے جو تیرے لیے حلال نہیں اسے تو جس کی طرف پھیلائے گا آخرت میں اس سے عقوبت و عذاب کا ہاتھ پائے گا۔ اور دنیا میں لوگوں سے جدائی اور دوری مگر اسے اس سے نہ روکنا جو خدا نے اس پر فرض کیا ہے اس کو باوقار رکھ اور بہت سی ان چیزوں سے روک جو اس کے لیے حلال نہیں اور ایسی چیزوں کی طرف سے باز رکھ جو اس کے ذمہ نہیں ہیں۔ اس طرح وہ مستحکم و باشرف ہو جائے اللہ کے لیے اور دنیا میں بھی اور آخرت میں اس کے لیے اچھا ثواب ثابت ہو جائے گا۔

اور تیرے پاؤں کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان قدموں سے اس طرف نہ جا جو تیرے لیے حلال نہیں کیونکہ تو ان ہی کے ساتھ پل صراط پر کھڑا ہوگا اور جان لے کہ وہ پھسل نہ جائیں اور تو جہنم کی آگ میں جا گرے۔

اور تیرے شکم کا حق یہ ہے کہ کم یا زیادہ حرام کے لیے اسے برتن نہ بنا۔ حلال کو ہی اس کے لیے کافی سمجھ اور اسے تقویت کی حد سے نکال کر مہانت و کمزوری کی حدود میں داخل نہ کر کیونکہ وہ شکم پری جو اپنے صاحب کو نشے تک پہنچا دے تو اسے کم عقلی، جہالت اور مروت کے خاتمے تک پہنچا دیتی ہے۔

تیری شرم گاہ کا حق یہ ہے کہ تو اسے زنا و بدکاری سے محفوظ رکھے اور اس سے محفوظ رکھے

جو تیرے لیے حلال نہیں۔ ان امور کے خلاف آنکھیں نیچی رکھنے سے مدد لو کیونکہ نگاہ کا جھکا لینا تمام دوسرے اعوان و انصار سے زیادہ معاون ہے۔ جب بھوک اور پیاس کی سی شدت کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اس کو ضبط میں رکھو۔ موت کو زیادہ یاد رکھو اور اپنے نفس کو خدا کی تہدید اور دھمکی سے ڈراؤ اور اللہ ہی سے عصمت، بچاؤ اور تائید طلب کرو۔ اور نہیں ہے کوئی حول و قوت مگر اللہ کے ساتھ۔[1]

---

[1] زین العابدینؑ کے رسالہ حقوق کی شرح تالیف سید حسن قبانجی دیکھیے۔

آپؑ کی بعض دُعائیں یا صحیفہ سجادیہ

امام زین العابدینؑ کی دعائیں معارف و اخلاق کا ثقافتی گل دستہ، بلند ترین سلسلۂ حکم و نصائح توحید و عرفان کا منفرد مجموعہ اور مواعظ و آداب کا دفتر عظیم ہے قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب خیر و رشاد کے اتنے منابع پر حاوی نہیں جتنے پر یہ مجموعہ محیط ہے۔ اس کے بارے میں ہر بلند ترین گفتگو بھی اس کے مرتبہ سے کم ہے۔ پس زبور آل محمدؐ، توحید کے دریا شیریں، فصاحت کے چمن اور بلاغت کے گلشن کے بارے میں کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

بصرہ کے ایک فصیح و بلیغ شخص کے سامنے صحیفۂ کاملہ کا ذکر ہوا اس نے کہا مجھ سے لو میں لکھواتا ہوں۔ اس نے قلم اٹھایا سر نیچے کیا پھر اٹھا نہیں سکا یہاں تک کہ مر گیا[1]

اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں نے صحیفۂ سجادیہ کے بارے میں اہتمام کیا پس اسے ایک دوسرے سے بہت سے اسانید اور متعدد اجازوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ علامہ مجلسی کہتے ہیں کہ میرے پاس اس کی ہزار ہزار (دس ہزار) سندیں ہیں[2]۔ اور علماء اس کو یاد کرنے، اس کا درس دینے اور اس کی شرح لکھنے میں ہمہ تن مشغول رہے اور انہوں نے کتب تاریخ و سیر و حدیث کی تفتیش کی ہے تاکہ آپ کی دعاؤں میں سے کسی چیز پر کامیابی حاصل کریں کہ جو صحیفہ میں موجود نہیں ہیں پس ایک دوسرا صحیفہ آگیا کہ جسے شیخ محمد بن حسن بن حر عاملی نے جمع کیا ہے اور اس میں صرف ان دعاؤں پر اقتصار کیا ہے جو آپ کے صحیفہ میں نہیں ہیں، پھر میرزا عبداللہ اصفہانی گئے۔ انہوں نے شیخ عاملی کا استدراک

---

[1] البحار ۱۱ / ۱۲۔

[2] مقدمۃ الصحیفۃ سید محمد مشکاۃ۔

کیا اور تیسرا صحیفہ سجادیہ جمع کیا پھر شیخ نوری آئے انہوں نے جو کچھ میرزا عبداللہ سے رہ گیا تھا اس کا استدراک کیا اور چوتھا صحیفہ سجادیہ جمع کیا پھر السید محسن امین نے شیخ نوری کا استدراک کیا اور پانچواں صحیفہ سجادیہ جمع کیا اور چھٹا صحیفہ محمد باقر بن محمد حسن بیرجندی کا ہے اور ساتواں شیخ ہادی کاشف الغطا کا ہے اور آٹھواں مرزا علی مرعشی کا ہے اور ان صحف میں سے اکثر کئی مرتبہ چھپ چکے ہیں۔ اگر ہم اپنے نفوس کے ساتھ انصاف کریں تو ان دعاؤں میں سے بعض کو بزرگی و مجد و عزت کی بلندیوں پر پہنچنے کا زینہ، ارتقاء کمال کا ذریعہ اور اپنی عمومی زندگی کا راستہ مقرر کرلیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعائیں ہمارے لیے دنیا کی سعادت اور آخرت کی نعمت ہیں۔ یہاں آپ کی دعاؤں کے چند ایک نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ آپ کی یہ ایک دعا ہے جسے مکہ و مدینہ کے درمیان وادی بیداء میں حماد بن حبیب کوفی نے آپ سے سنا تھا۔

"یامن قصدہ الضالون فاصابوہ مرشدا، وامہ الخائفون فوجدوہ معقلا ولجاء الیہ العائذون فوجدوہ موئلا، متی راحۃ من نصب لغیرک بدنہ، ومتی فرح من قصد سواک بنیتہ الٰھی قد انقشع الظلام ولم اقض من حیاض مناجاتک صدرا، صل علی محمد و آلہ وافعل بی اولی الامرین بک یا ارحم الراحمین"

اے وہ کہ جس کا قصد کیا گمراہوں نے تو اسے مرشد و ہادی پایا۔ اور خوف زدہ لوگوں نے اس کا ارادہ کیا تو اسے پناہ پایا اور اس کی طرف لوٹنے والوں نے اس سے پناہ لی تو اسے مرجع پایا۔ جس نے اپنے بدن کو تیرے غیر کے لیے مشقت میں ڈالا اسے کب راحت ملی ہے اور جس نے اپنی نیت میں غیر کا قصد کیا وہ کب خوش ہوا۔ خدایا تاریکی چھٹ گئی اور میں تیری مناجات کے حوضوں سے اپنے دل کی مراد کو نہ پاسکا محمد و آل محمد پر صلوٰۃ بھیج اور میرے ساتھ وہ معاملہ کر جو تیرے نزدیک بہتر ہو اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے[1]

---

[1] المناقب ۲/۲۴۵

۲۔ ابو حمزہ ثمالی کہتا ہے کہ علی بن الحسین علیہما السلام اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے۔ اے بیٹا! جب تمہیں مصائب دنیا سے کوئی مصیبت پہنچے یا تم پر فقر و فاقہ نازل ہو یا کوئی سخت حملہ آپڑے تو تم میں سے کوئی شخص نماز کا وضو کرے اور چار یا دو رکعت نماز پڑھے اور بعد نماز کہے۔

"یا موضع کل شکوٰی یا سامع کل نجوی یا شافئ کل بلوٰی یا عالم کل خفیہ و یا کاشف ما یشاء من بلیہ و یا منجی موسی یا مصطفی محمد و یا متخذ ابراھیم خلیلا ادعوك دعا من اشتدت فاقته و ضعفت قوته و قلت حیلة دعا الغریق، الغریب، الفقیر الذی لا یجد لکشف ما ھو فیه الانف یا ارحم الراحمین، سبحانك انی کنت من الظالمین۔"

اے ہر شکایت کی جگہ، اے ہر سرگوشی کو سننے والے اے ہر درد و بلا سے شفا بخشنے والے اے ہر مخفی شے کو جاننے والے اے ہر مصیبت میں سے جسے چاہے دور کرنے والے، اے موسیٰؑ کو نجات دینے والے، اے محمدؐ کو مصطفےٰ بنانے والے، اے ابراہیمؑ کو خلیل قرار دینے والے میں تجھ سے اس شخص کی دعا کرتا ہوں جس کا فاقہ شدت پکڑ چکا ہے اور قوت کمزور پڑ گئی ہو اور تدبیر و حیلہ کم ہو غرق ہونے والے، مسافر غریب، فقیر کی دعا وہ کہ جو اس مصیبت کے منکشف اور دور ہونے میں تیرے سوا کسی کو نہیں پاتا۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ منزہ ہے۔ تو، بے شک میں ہی ظالموں میں سے تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ دعا کوئی مصیبت زدہ نہیں پڑھے گا مگر یہ کہ مصیبت دور ہو جائے گی۔[1]

۳۔ آپ کی وقت سحر کی دعا

"اللھم ان استغفاری ایاك و انا مصر علی ما نھیت عنه و قلة حیاء و ترك الاستغفار مع علمی بسعة رحمتك تضییع بحق الرجاء اللھم ان کانت ذنوبی لوئیسنی ان ارجوك وان علمی

---

[1] الفصول المہمہ ۱۹۲،

بسعة رحمتك یومننی ان اختشاك فصل علی محمد وآل محمد، وحقق رجائی لك وکذب خوفی منك، وکربی عند حسن ظنی بك یا اکرم الاکرمین۔

خدایا میرا تجھ سے استغفار کرنا باوجودیکہ میں مصر ہوں اس پر جس سے تونے منع فرمایا ہے، شرم وحیا کی کمی ہے اور استغفار کو چھوڑ دینا باوجود تیری وسعت رحمت کو جان لینے کے رجاء وامید کے حق کو ضائع کرنا ہے۔ خدایا اگر میرے گناہ مجھے مایوس کر دیتے ہیں کہ میں تجھ سے امید رکھوں اور تیری رحمت کی وسعت کو جان لینا مجھے مامون کر دیتا ہے کہ میں تجھ سے ڈروں تو رحمت نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور تجھ سے میری رجاء امید محقق کر دے اور تجھ سے میرے خوف، میرے حسن ظن اور اظہار کرب و درد کے مواقع پر تکذیب کر دے۔ اے تمام مکرم ومحترم ذوات سے زیادہ صاحب کرم[1]

۴۔ آپ کی ایک دعا ہے ا۔

اللّٰھم انی اعوذ بك ان تحسن فی لوامع العیون علانیتی ویقبح فی ماعندك سریرتی اللّٰھم کما اسات واحسنت الی فاذا عدت فعو علی[2]

خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ چمکنے والی آنکھوں میں تو میرے ظاہر وعلانیہ کو اچھا بنا دے لیکن میرا باطن تیرے یہاں قبیح و بُرا ہو۔ خدایا جیسا کہ میں نے بُرا کیا ہے۔ اور تو نے مجھ پر احسان فرمایا ہے۔ پس میں اگر برائی کی طرف رجوع کروں تو پھر بھی تو میری طرف اپنے احسان کو رجوع فرما۔

۵۔ علی بن الحسینؑ ایک دن مسجد رسولؐ میں تشریف فرما تھے تو آپ نے سنا کہ کچھ لوگ اللہ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں تو آپ یہ سن کر گھبرا گئے اور خوف زدہ ہو گئے اٹھ کھڑے ہوئے اور قبر رسولؐ کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز میں اپنے رب سے مناجات

---

[1] الجنة الواقیة تالیف داماد

[2] تذکرة الخواص ۱۸۴، صفة الصفوة ۲ / ۵۳

میں عرض کیا۔

الٰھی بدت قدرتک ولم تبد ھیئۃ فجھلوک وقدروک بالتقدیر علی غیر ما انت بہ شبھوک وانا بریٔ یا الٰھی من الذین بالتشبیہ طلبوک، لیس مثلک شیٔ الٰھی ولم یدرکوک، وظاھر ما بھم من نعمۃ دلیلھم علیک ولو عرفوک فی خلقک یا الٰھی مندوحۃ ان یتاولوک، بل سووک بخلقک فمن ثم لم یعرفوک واتخذوا بعض ایاتک ربا فبذلک وصفوک فتعالیت یا الٰھی عما بہ المشبھون نعتوک۔ [1]

خدایا تیری قدرت تو ظاہر ہوئی مگر کوئی ہیئت وشکل ظاہر نہ ہوئی پس وہ تجھ سے جاہل رہے اور انہوں نے تقدیر و اندازے کئے تیری شان میں۔ اور تجھے تیرے غیر سے تشبیہ دی۔ اے اللہ میں ان لوگوں سے بیزار ہوں جنہوں نے تشبیہ کے ذریعہ تجھے طلب کیا جب کہ تیری مثل کوئی چیز ہے ہی نہیں، خدایا انہوں نے تجھے نہیں پہچانا تیری جو نعمتیں ان کے پاس ہیں وہ ان پر تیری ذات کے لیے دلیل ہیں اگر وہ تجھے پہچانیں خدایا تیری مخلوق کے لیے چارہ کار ہے کہ وہ تیری تفسیر اور تجھے بیان کریں۔ لیکن انہوں نے تو تجھے تیری مخلوق کے برابر قرار دیا۔ اس لیے انہوں نے تجھے نہیں پہچانا اور تیری بعض نشانیوں کو رب بنا لیا اور اس کے ساتھ تیری توصیف کی۔ پس تو بلند ہے اے معبود اس سے کہ جس طرح تشبیہ دینے والوں نے تعریف و توصیف کی ہے۔

۶۔ آپ کی ایک دعا یہ ہے۔

"اللھم من اناحتی تغضب علی، فوعزتک ما یزین ملکک احسانی ولا یقبحہ اساعتی ولا ینقص من خزائنک غنائی ولا یزید فیھا فقری"۔ [2]

---

[1] کشف الغمہ ۲۰۲۔

[2] البحار ۱۱/۲۹۔

خدایا میں کون ہوں کہ تو مجھ پر غضب ناک ہو۔ پس تیری عزت کی قسم میرے اچھے اعمال تیرے ملک کو زینت نہیں بخش سکتے اور نہ ہی میرے برے کام اسے قبیح و بد صورت بنا سکتے ہیں میری تونگری تیرے خزانوں میں کمی نہیں کر سکتی اور نہ ہی میرا فقر و فاقہ ان میں زیادتی و اضافہ کر سکتا ہے

۷۔ آپ کی دعا اچھے خاتموں اور نتیجوں کے لیے۔

یا من ذکرہ شرف الذاکرین، یا من فوزۂ شکر للشاکرین یا من طاعته نجاۃ المطیعین صل علی محمد و آلہ واشغل قلوبنا بذکرک عن کل ذکر۔ والسنتنا بشکرک عن کل شکر، وجوارحنا بطاعتک عن کل طاعة فان قدرت لنا فراغا من شغل، فاجعله فراغ سلامة، لا تدرکنا فیه تبعة، ولا تلحقنا فیه سأمة، حتی ینصرف عنا کتاب السیئات بصحیفة خالیة من ذکر سیئاتنا، ویتولّٰی کتاب الحسنات عنا مسرورین بما کتبوا من حسناتنا، و اذا انقضت ایام حیاتنا، وتصرمت مدد اعمارنا، واستحضرتنا دعوتک التی لا بد منها ومن اجابتها، فصل علی محمد و آل محمد و اجعل ختام ما تحصی علینا کتبة اعمالنا توبة مقبولة، لا توقفنا بعدها علی ذنب اجترحناہ ولا معصیة اقترفناها، ولا تکشف عنا سترا سترته علی رؤس الاشهاد، یوم تبلوا اخبار عبادک، انک رحیم بمن دعاک و مستجیب لمن ناداک [1]

اے وہ کہ جس کا ذکر موجب شرف و بزرگی ہے۔ ذاکرین کے لیے۔ اے وہ کہ جس کا شکر کامیابی ہے شاکرین کے لیے اور اے وہ کہ جس کی اطاعت نجات ہے طاعت گذاروں کے لیے رحمت بھیج محمدؐ اور ان کی آل پر اور ہمارے دلوں کو تمام اذکار کے مقابلہ میں اپنے ذکر میں مشغول رکھ اور ہماری زبانوں کو بھی ہر شکر سے اپنے شکر میں، اور ہمارے اعضاء و جوارح

---

[1] الصحیفۃ السجادیہ ۶۵

کو اپنی اطاعت کے ذریعہ ہر اطاعت سے مشغول رکھ اگر تو نے ہمارے لیے مشغولیت سے کوئی فراغت مقدر کی ہے تو اُسے سلامتی کی فراغت قرار دے۔ جس میں ہم پر نہ کوئی شبہ ہو اور نہ کوئی تکان لاحق ہو۔ یہاں تک کہ برائیاں لکھنے والے فرشتے ہماری برائیاں لکھے بغیر اور نیکیاں لکھنے والے فرشتے ہماری نیکیاں خوشی خوشی لکھ کر واپس پلٹ جائیں اور جب ہمارے ایام زندگی ختم ہوں اور مدت عمر منقطع ہو اور ہمارے پاس تیرا بلاوا آئے کہ جسے قبول کیے بغیر چارہ کار نہیں۔ پس محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما۔ ہمارے اعمال لکھنے والے جن چیزوں کو لکھتے اور شمار کرتے ہیں۔ مقبول توبہ سے ان کا اختتام فرما۔ اس کے بعد ہمیں نہ ٹھہرا ایسے گناہ پر جو ہم سے سرزد ہوا ہو اور نہ ایسی معصیت پر جسے ہم وجود میں لائے ہوں اور ہم پر سے وہ پردہ نہ اٹھا جو تو نے سب حاضرین کی موجودگی میں ہم پر ڈالا ہے۔ اس دن کہ جب تیرے بندوں کی خبروں کی پڑتال ہوگی۔ بیشک تو رحیم ہے ان کے لیے جو تجھ سے دعا کریں اور قبول کرنے والا ہے۔ نداؤں کا۔

۸۔ آپ سے جب کوئی بلا دور ہوتی جس سے آپ خوف زدہ ہوتے یا بہت جلد آپ کا کوئی مقصد حاصل ہوتا۔ اس وقت کی دعا۔

اللّٰھم لک الحمد علی احسن وقضائک، وبما صرفت من بلائک، فلا تجعل حظی من رحمتک ما عجلت لی من عافیتک، فاکون قد شقیت بما احببت وسعد غیری بما کرھت، وان یکن ما ظللت فیه او بت فیه من ھذه العافیة بین یدی بلاء لا ینقطع، ووزر لا یرتفع، فقدم لی ما اخرت واخر عنی ما قدمت فغیر کثیر ما عاقبة الفناء وغیر قلیل ما عاقبة البقاء، وصل علی محمد و اٰله۔[1]

خدایا تیری حمد ہے تیرے اچھے فیصلے پر اور جو کچھ تو نے اپنی بلا و مصیبت کا رخ مجھ سے موڑ دیا۔ پس نہ قرار دے اپنی رحمت میں سے میرا وہ حصہ کہ جو جلدی کی مجھے عافیت دی ہے۔ تاکہ میں بدبخت ہو جاؤں اس چیز سے کہ جسے میں پسند کرتا ہوں اور میرا غیر سعید ہو جائے اس

---

[1] صحیفہ سجادیہ ۹۷

سے کہ جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔ اگر وہ چیز ہو کہ جس میں عافیت کے ساتھ دن یا رات بسر کروں ایسی بلا و مصیبت کے مقابلہ میں کہ جو منقطع نہیں ہوتی۔ اور ایسے بوجھ اور تکلیف کے مقابلہ میں جو مجھ سے اٹھ نہیں سکتا۔ تو میرے لیے اُسے مقدم کرے۔ جسے موخر کیا ہے۔ موخر کر دے جسے مقدم کیا ہے۔ اور بہت سی ایسی چیزوں کو بدل کر جن کا انجام و عاقبت کار فنا ہے اور ان بہت ہی کم چیزوں کو بدلتا کہ جن کا انجام بقا ہے۔ اور محمدؐ اور ان کی آل پر رحمت بھیج۔

۹۔ یہ دعا اس وقت کی ہے کہ جب آپ کو کوئی مہم پیش آتی یا کوئی مصیبت نازل ہوتی یا آپ کو کوئی دکھ درد پہنچتا۔

یا من تحل به عقد المکاره، یا من یفثأ به حد الشدائد و یا من یلتمس منه المخرج الی روح الفرج۔ ذلت لقدرتك الصعاب، و تسببت بلطفك الاسباب وجری بقدرتك القضاء، ومضت علی ارادتك الاشیاء، فهی بمشیتك دون قولك موتمرة، و بارادتك دون نهیك منزجرة، وانت المدعو للمهمات وانت المفزع فی الملمات، لا یندفع منها الا ما دفعت ولا ینکشف منها الا ما کشفت وقد نزل بی یا رب ما قد تکادنی ثقله، والم بی ما قد بهظنی حمله، و بقدرتك اوردته علیّ، و بسلطانك وجهته الیّ. فلا مصدر لما اوردت، ولا صارف لما وجهت، ولا فاتح لما اغلقت، ولا مغلق لما فتحت، ولا میسر لما عسرت، لا ناصر لمن خذلت، فصل علی محمد وآله وافتح لی یا رب باب الفرج بطولك واکسر عنی سلطان الهم بحولك، وانلنی حسن النظر فیما شکوت، و اذقنی حلاوة الصنع فیما سألت، وهب لی من لدنك رحمة، وفرجا هنیئا، واجعل لی من عندك مخرجا، وحیا، ولا تشغلنی بالاهتمام عن تعاهد فروضك، واستعمال سنتك فقد ضقت لما نزل بی یا رب ذرعا، وامتلأت بحمل

ماحدث علیٰ همأ، وانت القادر علی کشف ما منیت به، ودفع ما وقعت فیه،

فافعل بی ذٰلك وان لم استوجبه منك یا ذا العرش العظیم[1]

اے وہ ذات کہ جس کی وجہ سے مصائب کی گرہیں کھل جاتی ہیں اور اے وہ کہ جس کی وجہ سے شدائد کی تیزی و تندی کند پڑجاتی ہے اے وہ کہ جس سے کشائش کی راحت کا راستہ طلب کیا جاتا ہے۔ تیری قدرت کے سامنے سخت چیزیں نرم پڑجاتی ہیں۔ تمام اسباب تیرے لطف کا سبب بن جاتے ہیں، تیری قدرت سے قضا و قدر جاری ہوتی ہے، تیرے ارادے کے ماتحت چیزیں جاری و ساری ہیں تیری مشیت سے تیرے کہے بغیر پابند فرمان ہیں اور تیرے صرف ارادے سے تیرے روکے بغیر رک جاتی ہیں اور تجھے ہی مشکلات میں پکارا جاتا ہے اور تو ہی نازل ہونے والے مصائب و آلام میں مفرع و جائے پناہ ہے۔ اور ان میں دفع نہیں ہوتیں مگر جنہیں تو دفع کرے اور منکشف و دور نہیں ہوتیں مگر جنہیں تو دور کردے۔ اے پروردگار مجھ پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ جس کے بوجھ نے مجھے لاچار کردیا ہے اور مجھ پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ جس کے اٹھانے نے مجھے بوجھل کردیا ہے۔ تو نے اپنی قدرت سے اسے مجھ پر وارد کیا ہے۔ اور تیرے ہی تسلط سے وہ مجھ پر متوجہ ہوئی ہے۔ پس اسے کوئی نہیں صادر کرسکتا جسے تو وارد کرے اور اور کوئی نہیں پھیر سکتا جسے تو متوجہ کرے اسے کوئی نہیں کھول سکتا جسے تو باندھے۔ اور اسے کون باندھے جسے تو کھول دے، اور اُسے کوئی آسان نہیں کرسکتا جسے تو مشکل بنادے۔ اس کا کوئی مددگار نہیں جسے تو چھوڑدے۔ پس محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما۔ اے پروردگار اپنے فضل و بخشش سے میرے لیے کشائش کا دروازہ کھول دے اور اپنی حول و قوت سے ہم و غم کے تسلط کو مجھ سے توڑدے اور مجھے حسن نظر دے ان چیزوں میں جن کی میں شکایت کرتا ہوں اور مجھے نیکی و احسان کی حلاوت و مٹھاس کا مزہ چکھا ان چیزوں میں جن کا میں سوال کرتا ہوں۔ پس اپنی طرف سے مجھ پر رحمت اور خوشگوار کشائش کو ہبہ و بخشش فرما۔ اور اپنی طرف سے میرے لیے جلد

---

[1] صحیفہ سجادیہ ۵۶

اور تیزی سے نکلنے کا راستہ پیدا کر۔ اور مجھے مشغول نہ رکھ اپنے فرائض کی چھان بین کرنے کے اہتمام اور اپنی سنت کے استعمال سے کیوں کہ میرے پروردگار جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس سے تنگ آ گیا ہوں اور جو حادثہ مجھے درپیش آیا ہے اس کے ہم و غم سے میں پُر ہو گیا ہوں۔ اور تو ہی قدرت رکھتا ہے اس کو دور کرنے کی جس میں میں مبتلا ہوں اور اس کو دفع کرنے کی جس میں میں جا پڑا ہوں۔ پس میرے لیے یہ ضرور کر اے صاحب عرش عظیم اگرچہ میں اس فیضان کا مستحق نہیں ہوں۔

آپؑ کی قبولیتِ دُعا

ہمارے آئمہؑ کی خصوصیات میں سے قبولیت دعا بھی ایک خصوصیت ہے۔ ان کے حالات زندگی لکھنے والے علمانے اس منقبت کا ذکر کیا ہے۔ اور بہت سے شواہد تحریر کیے ہیں۔ ہم نے اس سلسلہ کتب میں محترم قارئین کے لیے ان موارد کو جمع کیا ہے جہاں آئمہ علیہ السلام نے دعاء کی اور مولاء جل علا نے ان کی دعاؤں کو قبول کا شرف بخشا چنانچہ اس فصل میں ہم امام زین العابدینؑ کی ایسی ہی دعاؤں کو پیش کرتے ہیں۔

۱۔ منہال بن عمر کہتا ہے کہ میں نے حج کیا اور علی ابن الحسینؑ سے ملاقات کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ حرملہ بن کاہل کا کیا ہوا میں نے عرض کیا میں نے اُسے کوفہ میں زندہ چھوڑا ہے۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اور کہا خدایا اُسے آگ کی گرمی کا ذائقہ چکھا پس میں مختار کی طرف گیا تو اچانک میں نے کچھ لوگوں کو بھاگ دوڑ کرتے دیکھا۔ جو کہ رہے تھے اے امیر بشارت ہو حرملہ گرفتار کر لیا گیا وہ مختار کے ڈر سے چھپا ہوا تھا۔ پس مختار نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور اُسے آگ میں جلانے کا حکم دیا۔[1]

۲۔ امام زین العابدینؑ ہر روز یہ دعا کرتے تھے، اللہ میرے باپ کے قاتل کو جلد مقتول دکھا پس جب مختار نے قاتلان حسینؑ کو قتل کیا تو عبید اللہ ابن زیاد اور عمر بن سعد کا سر اپنے ایک قاصد کے ہاتھ زین العابدینؑ کے پاس بھیجا اور قاصد سے کہا کہ وہ نماز تہجد پڑھے، صبح صادق کے بعد نماز صبح ادا کرے پھر سو جائے پھر اُٹھ کر مسواک کرے اور کھانا کھالے پھر آپ کے دروازے پر جائے اور آپ کے متعلق دریافت کرے اور جب یہ کہا جائے کہ دسترخوان آپ

---

[1] المناقب ۲/ ۲۳۸

سامنے ہے تو اس وقت اجازت لے کر دونوں سر آپ کے دستر خوان پر رکھ دینا اور ان سے عرض کرنا مختار آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کر رہا ہے اور آپ سے گذارش کرتا ہے کہ اے فرزند رسول خدا نے آپ کا انتقام لے لیا ہے۔

پس قاصد نے ایسا ہی کیا۔ جب زین العابدین علیہ السلام نے دونوں سروں کو اپنے دستر خوان پر دیکھا تو آپ سجدہ میں گر پڑے اور کہا۔ الحمد لله الذی اجاب دعوتی وبلغنی ثأری من قتلة ابی ودعا للمختار وجزاه خیراً [1] حمد ہے اس خدا کی جس نے میری دعا قبول فرمائی اور میرے باپ کے قاتلوں سے بدلہ اور انتقام کی خبر مجھے پہنچائی اور آپ نے مختار کے لیے دعا کی اور فرمایا خدا اسے جزائے خیر دے۔

۳۔ آپ کی اس وقت کی دعا، جب آپ کو خبر ملی کہ مسرف بن عقبہ مدینہ کی طرف متوجہ ہوا ہے۔

رب کم من نعمة انعمت بها علی قل لك عندها شکری وکم من بلیة ابتلیتنی بها قل لك عندها صبری فیا من قل عند نعمة شکری فلم یحرمنی، ویا من قل عند بلائه صبری فلم یخذلنی یاذا المعروف الذی لا ینقطع ابداً، ویاذا النعماء التی لا تحصی عدداً صل علی محمد وآل محمد وادفع عنی شره فانی ادرأبك فی نحره واستعین بك من شره۔

پروردگار کتنی ایسی نعمتیں ہیں جو تو نے مجھے انعام فرمائی ہیں۔ لیکن ان پر تیرے لیے میرا شکر کم ہوا۔ کتنی مصیبتیں ہیں جن میں مبتلا کیا جن پر مجھ سے صبر کم ہوا ہے پس اے وہ ذات کہ میرے شکر کی کمی پر اپنی نعمت سے مجھے محروم نہیں کیا اور مصیبت پر صبر کی کمی کے سبب میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اے ایسی نیکی کرنے والے جو کسی وقت بھی منقطع نہیں ہوتی۔ اور ایسی نعمتوں والے جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور مجھ سے اس (مسرف) کے شر کو دور فرما اور میں تیرے ذریعہ اس کی گردن پر گھونسا مارتا ہوں۔ اور اس کے شر سے تیرے

---

[1] المناقب ۲/ ۲۴۷

ذریعہ پناہ مانگتا ہوں۔

پس مسرف بن عقبہ مدینہ میں آیا۔ کہا یہ جاتا تھا کہ اُسے علی بن الحسینؑ کے علاوہ کسی سے مخاصمت نہیں ہے۔ لیکن آپ اس سے صحیح وسالم رہے۔ اور اس نے آپ کی تعظیم و تکریم کی آپکے یہاں حاضر ہوا اور آپ سے اچھا سلوک کیا۔[1]

۴۔ کلینی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے جابر بن یزید سے اور اس نے امام محمد باقرؑ سے آپ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار کا ارشاد ہے کہ مرگ مفاجات (اچانک کی موت) مومن کے لیے تخفیف ہے اور کافر کے لیے افسوسناک ہے اور مومن اپنے غسل دینے والے اور اٹھا کر لے جانے والے کو پہچانتا ہے۔ (اگر اللہ کے یہاں مرنے والے کے لیے خیر و بھلائی ہو تو اٹھانے والے کو جلدی کرنے کی قسم دیتا ہے اور اگر معاملہ اس کے علاوہ ہو تو پھر قسم دیتا ہے۔ کہ اس کے لے جانے میں تاخیر کرو۔

ضمرۃ بن سمرہ نے عرض کیا یا علیؑ اگر معاملہ اسی طرح ہو جیسا کہ آپ نے فرمایا تو لے تابوت سے کود پڑنا چاہیئے یہ کہ کر ضمرہ خود بھی ہنسا اور لوگوں کو بھی ہنسایا علی ابن الحسین علیہما السلام نے عرض کیا خدایا۔ اگر ضمرہ بن سمرہ رسول اللہؐ کی حدیث پر خود بھی ہنسا اور لوگوں کو بھی ہنسایا تو اس کی دردناک طریقہ سے گرفت کر۔ پس اس واقعہ کے چالیس دن بعد یکایک اس کی حرکت قلب بند ہو گئی۔[2]

---

[1] الارشاد ۲۷۷

[2] الامام زین العابدینؑ تالیف احمد فہمی محمد ۹۳

آپ کے کچھ اشعار

اس فصل میں ہم امام علی بن الحسین علیہما السلام کے منتخب اشعار پیش کرتے ہیں۔ آپ کے تمام اشعار فخر و مباہات میں ہیں یا مناجات۔ اخلاق خیر کی دعوت دینے، برائی سے روکنے اخلاق حمیدہ اور صفات علیا کا حکم دینے میں ہیں۔ جن حضرات کی زندگی کا بنیادی مقصد حق و فضیلت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنا ہو۔ ان کے لیے یہ مقام تعجب نہیں ہے۔ ہم یہاں آپ کے بعض اشعار پیش کرتے ہیں۔

۱۔ جن مصائب و بلیات میں اہلبیت مبتلا ہوئے ان کے بارے میں آپ نے فرمایا:

نحن بنو المصطفی ذوو غصص　　　یجرعها فی الانام کاظمنا

ہم اولاد مصطفیٰؐ وہ ہیں کہ لوگوں میں ہمارے غصب ہونے والے مصیبت کو ایک ایک گھونٹ کرکے پیتے ہیں۔

عظیمة فی الانام محنتنا　　　اولنا مبتلی و آخرنا

ہماری مصیبت و تکلیف لوگوں سے بہت بڑی ہے ہمارا پہلا بھی مصیبت میں مبتلا ہے اور آخری بھی۔

یفرح هذا الوری بعیدهم　　　ونحن اعیادنا ماتمنا

یہ لوگ اپنی عید کے موقع پر خوش ہوتے ہیں۔ اور ہماری عید ماتم کے دن ہیں۔

والناس فی الامن والسرور وما　　　یامن طول الزمان خائفنا

لوگ امن و سرور میں ہیں اور ہم میں سے جو خوف زدہ ہے طویل زمانہ تک اسے امن نصیب نہیں ہوتا۔

وما خصصنا به من الشرف　　　الطائل بین الانام افتنا

جس عظیم شرف و بزرگی کے ساتھ ہم مخصوص ہیں۔ لوگوں کے درمیان وہی ہمارے لیے باعث امتحان و آزمائش بن گئی ہے۔

یحکم فینا والحکم فیہ لنا جاھد ناحقنا و غاصبنا[1]

ہم پر حکم چلاتا ہے جب کہ اس پر ہمارا حکم چلنا چاہیے۔ ہمارے حق کا انکار کرنے والا ہمارے حق کو غصب کرنے والا۔

۲۔ زندگی میں تلخی ایام کے جو کڑوے گھونٹ آپ پی رہے تھے ان کے بارے میں آپ کے اشعار۔

لباسی للدنیا تجلد والصبر ولبسی للاخری البشاشۃ والبشر

میرا لباس دنیا کے لیے سختی اور صبر کو ظاہر کرتا ہے اور آخرت کے لیے میرا لباس بشاش بشاش ہونا اور خندہ پیشانی ہے۔

اذا نابنی امر لجأت الی العرا لانی من القوم الذین لھم فخر

جب کوئی معاملہ مجھے پیش آتا ہے تو میں کسی گوشہ میں پناہ لیتا ہوں۔ کیونکہ میں ایسی قوم میں سے ہوں جن کے لیے فخر و امتیاز ہے۔

الم تران العرف قد مات اھلہ وان الندی والجود ضمھما قبر

کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ نیکی کے اہل مر چکے ہیں اور جود و سخا قبر میں دفن ہو چکا ہے۔

علی العرف والجود السلام فما بقی من العرف الا الرسم فی الناس والذکر

نیکی و احسان اور جود و سخا پر سلام ہو۔ نیکی و احسان میں سے باقی نہیں رہا مگر لوگوں میں اس کی رسم و نشانی اور ذکر و یاد۔

وقائلۃ لما رأتنی مسھدا کان الحشا منی یلذعھا الجمر

مجھے بیدار دیکھا تو ایک کہنے والی خاتون نے کہا جب کہ گویا میرے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔

---

[1] المناقب ۲/۲۵۶، البحار ۱۱/۲۶

[2] المناقب ۲/۲۶۳ ۔ البحار ۱۱/۲۸

جیسے انگارے مزید جھلسا رہے تھے۔

اباطن داء لوحوی منک ظاهرا لقلت الذی بی ضاق عن وسعه الصدر

بیماری کا باطن تیرے ظاہر کو بھی گھیرے۔ تو میں نے کہا کہ جو مصیبت و تکلیف مجھے ہے اس کی وسعت سے سینہ تنگ ہے۔

تغیر احوال وفقد احبة وموت ذوی الافضال قالت کذا الدهر

حالات کا بدل جانا اور محبوب دوستوں کا جدا ہونا ہے اور صاحبان فضل و کمال کی موت ہے تو اس نے کہا کہ زمانہ ایسا ہی ہے۔

۳۔ آپ نے یہ اشعار یزید بن معاویہ کے سامنے پڑھے۔

لا تطمعوا ان تهینونا فنکرمکم وان نکف الاذی عنکم و تؤذونا

یہ لالچ نہ کرنا کہ تم تو ہماری اہانت کرو اور ہم تمہارا احترام کریں گے اور یہ کہ ہم تم سے اذیت کو روکیں جب کہ تم ہمیں اذیت پہنچاتے ہو۔

والله یعلم انا لا نحبکم ولا نلومکم ان لا تحبونا

خدا جانتا ہے کہ ہم تمہیں دوست نہیں رکھتے اور نہ ہی تمہیں ملامت کرتے ہیں کہ تم ہم سے محبت نہیں کرتے تو اس لعین نے کہا۔ اے جوان تم سچ کہتے ہو لیکن تمہارے باپ اور دادا نے چاہا کہ وہ اس امت کے) امیر بنیں حمد ہے اس خدا کی جس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور خون بہا دیا۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ نبوت و امارت میرے اجداد میں رہی اس سے پہلے کہ تو پیدا ہوتا[1]

۴۔ فضیلت اہل بیت میں آپ کے اشعار:

لنحن علی الحوض ذواده نذود ونسقی وراده

البتہ ہم بھی حوض کوثر پر لوگوں کو اس سے دور کریں گے۔ خود اس سے سیراب ہوں گے اور اس پر وارد ہونے والوں کو سیراب کریں گے۔

وما فاز من فاز الابنا وما خاب و من حبنا زاده

---

[1] المناقب ۳/۲۶۸۔

کوئی کامیاب ہونے والا کامیاب نہیں ہوا مگر ہماری وجہ سے اور وہ ناکام و نامراد نہیں ہوا جس کا زادِ راہ ہماری محبت ہے۔

ومن سرنا نال منا السرور ‏ ‏ ومن ساءنا ساء میلادہ

جو ہمیں خوش رکھے اسے ہم سے خوشی نصیب ہوگی اور جو ہم سے برائی کرے اس کی ولادت ہی بری ہے۔

ومن کان غاصبنا حقنا ‏ ‏ فیوم القیامۃ میعادہ

جو ہمارے حق کا غاصب ہے اس کی وعدہ گاہ قیامت کا دن ہے۔[1]

۵۔ آپ کے یہ اشعار تقوی کے بارے میں ہیں۔

من عرف الرب فلم تغنہ ‏ ‏ معرفۃ الرب فذلك الشقی

جو اپنے رب کی معرفت رکھے اور اسے یہ معرفت بے نیاز نہ کرے تو وہ شقی و بدبخت ہے

ما ساء ذا الطاعۃ ما نالہ ‏ ‏ فی طاعۃ اللہ وماذا لقی

اطاعت گزار کے لیے کوئی برائی نہیں اس چیز میں کہ جو اسے خدا کی اطاعت سے حاصل ہو۔ اور اسے اس سے سامنا کرنا پڑے۔

ما یصنع العبد بغیر التقی ‏ ‏ والعز کل العز للمتقی[2]

اور تقوی و پرہیزگاری کے علاوہ بندہ کیا کرے گا کیونکہ تمام عزت تو متقی کے لیے ہے

۶۔ آپ کے اشعار جب آپ کعبے کے پردوں کو پکڑے ہوئے تھے۔

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم ‏ ‏ یا کاشف الضر والبلوی مع السقم

اے وہ کہ جو مضطر و مجبور کی دعا کا تاریکیوں میں جواب دیتا ہے۔ اے وہ جو ضرر و بلا کو دور کرتا ہے بیماریوں کے ساتھ

قد نام وفدك حول البیت قاطبۃ ‏ ‏ وانت وحدك یا قیوم لم تنم

تیرے سب زائر تیرے گھر کے گرد سوئے ہوئے ہیں لیکن تو اکیلا ہے اے خدائے قیوم کہ جو

---

[1] امام زین العابدین تالیف احمد فہمی محمد ۱۳۲ [2] امام زین العابدین تالیف سید الاہل ۶۷

کبھی نہیں سویا۔

ادعوك رب دعاء قد امرت به   فارحم بکائی بحق البیت والحرم

پروردگار میں تجھ سے وہ دعا مانگتا ہوں جس کا تو نے حکم دیا ہے۔ پس میرے گریہ پر رحم کر بیت وحرم کے صدقہ میں

ان کان عفوك لا یرجوه ذوسرف   ممن یجود للعاصین بالنعم[1]

اور اسراف کرنے والے تیری عفو و بخشش کی امید نہیں رکھتے۔ تو کون ہے جو نافرمانوں پر نعمتوں کی بخشش کرتا ہے:

۷۔ اپنے علم کے بارے میں آپ کے اشعار:

انی لاکتم من علمی جواهره   کی لا یری الحق ذوجهل فیفتتنا

میں اپنے علم کے موتی و جواہر چھپائے رکھتا ہوں تاکہ کوئی جاہل حق کو نہ دیکھ لے اور ہمیں کمزور کر دے۔

وقد تقدم فی هذا ابو حسن   الی الحسین واوصی قبله الحسنا

اس میں مجھ سے پہلے ابوالحسنؑ تھے کہ جنہوں نے حسینؑ کو اور ان سے پہلے حسنؑ کو وصیت کی

فرب جوهر علم لو ابوح به   لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا

بہت سے علم کے جوہر ایسے ہیں کہ اگر میں انہیں ظاہر کروں تو مجھ سے کہا جائے کہ تم بتوں کو پوجنے والوں میں سے ہو۔

ولا ستحل رجال مسلمون دمی   یرون اقبح ما یاتونه حسنا[2]

اور کئی مسلمان میرے خون کو حلال سمجھیں اور سب سے قبیح فعل کہ جس کو وہ بجا لاتے

---

[1] المناقب ۲۵۲/۴،

[2] زین العابدینؑ تالیف مقرم ۲۵۸

ہیں اچھا سمجھیں۔

۸۔ آپ کے اشعار جن میں ظالم حکام کو مخاطب کیا۔

لکم ما تدعون بغیر حق اذ میز الصحاح من المراض

کتنی چیزیں ہیں کہ تم جن کے بغیر کسی حق کے مدعی ہو۔ جس وقت کہ صحیح (تندرست) کو مریض سے تمیز دی جائے۔

عرفتم حقنا فجحدتمونا کما عرف السواد من البیاض

تم نے ہمارے حق کو پہچاننے کے باوجود اس کا انکار کیا جس طرح کہ سیاہ کو سفید سے پہچانا جاتا ہے۔

کتاب اللہ شھدنا علیکم وقاضینا الاله فنعم قاض[1]

تمہارے خلاف اللہ کی کتاب ہماری شاہد و گواہ ہے اور خدائے منصف، بہترین قاضی وفیصلہ کرنے والا ہے۔ فھم فی بطون الارض بعد ظھورھا محاسنھم فیھا بوال دواثر

۹۔ موت کی یاددہانی پر آپ کے اشعار۔

وہ لوگ زمین کے شکموں میں ہیں اس کے بعد کہ اس کی پشتوں پر تھے۔ ان کے محاسن اس میں پرانے ہوگئے اور گل سڑ گئے۔

خلت دورھم منھا واقوت عراصھم وساقتھم نحو المنایا المقادر

ان کے گھر ان سے خالی ہوگئے ہیں اور ان کے صحن ویران پڑے ہیں اور تقدیر انہیں موت کی طرف لے گئی ہے۔

وخلوا عن الدنیا وما جمعوا لھا وضمتھم تحت التراب الحفائر[2]

دنیا اور دنیا میں جو کچھ تھا کہ انہوں نے جمع کیا تھا۔ اس سے جدا ہوگئے اور انہیں مٹی کے نیچے گڑھوں نے ایک دوسرے سے ملا دیا ہے۔

---

[1] البحار ۱۱/۴۲

[2] زین العابدین تالیف مقرم ۲۳۲-۲۳۸

۱۰۔ آپ کے اشعار تذکرو یاد دہانی کے سلسلہ میں۔

فیا عامر الدنیا و یا ساعیاً لہا　　　و یا آمناً من ان تدور الدوائر

اے دنیا کو آباد کرنے والے اور اس کے لیے سعی و کوشش کرنے والے اور اے وہ کہ جو اس سے مامون ہے کہ گردشیں گردش کریں۔

ولم تتزود للرحیل وقد دنا　　　و انت علی حال وشیک مسافر

اور تو نے اس کوچ کے لیے جو قریب ہے زاد راہ تیار نہیں کیا۔ جب کہ تو عنقریب سفر کرنے والا ہے۔

فیا لہف نفسی کم اسوف توبتی　　　وعمری فان والردی لی ناظر

ہائے افسوس میرے نفس پر کب تک میں اپنی توبہ کو تاخیر میں ڈالوں گا حالانکہ میری عمر فنا ہونے والی ہے اور موت و ہلاکت مجھے دیکھ رہی ہے۔

و کل الذی اسلفت فی الصحف مثبت　　　یجازی علیہ عادل الحکم قادر[۱]

جو کچھ میں آگے بھیج چکا ہوں وہ نامہ ہائے اعمال میں ثبت کر دیا گیا ہے کہ جن پر حکم میں عدالت کرنے والا صاحب قدرت جزا دے گا۔

---

[۱] زین العابدین تالیف مقرم ۲۳۳ - ۲۳۸

امامؑ علماء واکابرین کی نظر

امت اسلامی کا باوجود اپنے جداگانہ میلانات اور اختلافِ مذہب ومسلک کے آئمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت، بلندیٔ اخلاق، حسن سیرت، کثرت علم اور تزکیہ عمل پر اجماع ہے۔ تمام امت اسلامی نے کسی شخص کی افضلیت پر اتفاق واجماع نہیں کیا جیسے آئمہ علیہم السلام کے فضل وبزرگی کو تسلیم کیا ہے۔ بلامبالغہ جمہور علماء غیر شیعہ نے جو کچھ ان کی عظمت پر لکھا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ہے جو ان کے موالیوں اور شیعوں نے پیش کیا ہے ان کے غیر کے بالمقابل منصب خلافت وحکومت کے مستحق واہل ہونے کے لیے یہی ایک دلیل کافی ہے۔

یہاں ہم امام علی بن الحسین علیہما السلام کے بارے میں علماء عظماء اور بزرگوں کے منتخب کلمات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں خدا کی قسم اولاد انبیاء میں علی بن الحسینؑ ایسا نہیں دیکھا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب علیہما السلام اور خدا کی قسم علیؑ بن الحسینؑ کی اولاد اور ذریت یوسفؑ بن یعقوبؑ کی ذریت سے افضل ہے۔ اور ان ہی میں سے وہ ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے پُر کرے گا۔ جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی۔[1]

۲۔ ابو حازم کہتے ہیں۔ میں نے کوئی ہاشمی علیؑ بن الحسینؑ سے افضل اور زیادہ فقیہ وعالم نہیں دیکھا۔[2]

---

[1] بحار ۱۱/۱۹۔

[2] تذکرۃ الخواص ۸۶/۲

۳۔ زہری کہتے ہیں میں نے کوئی شخص زین العابدینؑ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔[1] اور جس وقت وہ زین العابدینؑ کو یاد کرتے رونے لگتے اور کہتے ہائے زین العابدینؑ![2]

۴۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے کبھی بھی علیؑ ابن الحسینؑ جیسا شخص نہیں دیکھا اور میں نے آپ کو بھی کبھی نہیں دیکھا مگر یہ کہ وہ اپنے نفس پر ناراض ہوتے ذکر تو نے حق عبادت ادا نہیں کیا۔[3] اور میں نے کوئی علیؑ ابن الحسینؑ سے زیادہ صاحب ورع نہیں دیکھا۔[4]

۵۔ آپ سے نافع بن جبیر نے عرض کیا۔ بے شک آپ سب لوگوں کے سید و سردار اور سب سے افضل و برتر ہیں۔[5]

۶۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا جب کہ علیؑ ابن الحسینؑ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے کہ کون ــ سب سے زیادہ باشرف ہے تو لوگوں نے کہا۔ آپ، کہا ہرگز نہیں! بے شک سب لوگوں سے زیادہ باشرف یہ ابھی میرے پاس سے اٹھ کر جانے والے ہیں سب لوگ دوست رکھتے ہیں کہ اس میں سے ہوں۔ مگر وہ دوست نہیں رکھتے کہ وہ کسی میں ہوں۔[6]

نیز عمر نے کہا کہ دنیا کا چراغ اور اسلام کا جمال زین العابدینؑ ہیں۔[7]

۷۔ عبد الملک بن مروان نے آپ سے عرض کیا اللہ کی طرف سے حسنیٰ اور نیکی آپ کی طرف سبقت کر چکی آپ رسول اللہؐ کا ٹکڑا ہیں آپ کو وہ علم دین اور ورع و تقویٰ عطا ہوا ہے جو آپ سے پہلے آپ کی طرح کسی کو نہیں دیا گیا۔ مگر آپ کے اسلاف میں سے کہ جو گزر چکے

---

[1] زین العابدین سید الاہل ۴۴۔

[2] تذکرۃ الخواص ۱۸۶۔

[3] زین العابدین سید الاہل ۳۸۔

[4] تذکرۃ الخواص ۱۸۶

[5] کشف الغمہ۔

[6] اعیان الشیعہ ۴ ق ۱/۴۴

[7] المدخل الی موسوعۃ العتبات المقدسہ۔ ۱۹۵

ہیں۔ اور اس نے آپ کی بڑی تعریف و توصیف کی۔[1]

۸۔ امام مالک فرماتے ہیں انہیں کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدینؑ کا لقب دیا گیا۔[2]

۹۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں، میں نے زین العابدینؑ سے افضل اور زیادہ فقیہ کوئی ہاشمی نہیں دیکھا۔[3]

۱۰۔ علامہ محمد بن طلحہ شافعی کہتے ہیں یہ زین العابدینؑ، زاہدین کے مقتداء متقیوں کے آقا اور مومنین کے امام ہیں ان کی نشانی ان کے لیے گواہی دیتی ہے کہ وہ رسول اللہؐ کی اولاد ہیں۔ اور ان کا نام اللہ کے یہاں ان کے قرب مقام کو ثابت کرتا ہے۔ ان کے ثفنات (گٹے) ان کی کثرت نماز اور ادائے تہجد پر مہر ثبت کرتے ہیں۔ اور ان کا دنیا کے مال و متاع سے اعراض کرنا دنیا میں ان کے زہد پر ناطق ہے وہ تقویٰ کا دودھ پی کر پروان چڑھے ہیں۔ ان کے یہاں تائید الٰہی کے انوار چمکے ہیں۔ جس سے انہوں نے ہدایت حاصل کی ہے۔ عبادت کے اوراد نے الفت کی تو وہ اس کی صحبت سے مانوس ہوگئے۔ یکے بعد دیگرے اطاعت کے وظائف و ذمہ داریاں ان کے پاس آئی ہیں تو وہ زیور اطاعت سے آراستہ ہوگئے۔ انہوں نے آخرت کی راہ طے کرنے کے لیے رات کو سواری بنایا ہے۔ دوپہروں کو پیاسا رکھا ہے۔ بطور دلیل رہبر کے کہ جس نے مسافرت کے صحراؤں میں رشد و ہدایت حاصل کی ہے اور آپ کے لیے ایسے خارق عادات امور ہیں جنہیں دیدۂ بینا نے دیکھا ہے۔ اور جو میراث میں ملنے والے آثار ثابت ہیں اور جو اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ آخرت کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہیں۔[4]

۱۱ علامہ شمس الدین یوسف بن قزاغلی الحنفی۔ سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ وہ آئمہ کے باپ

---

[1] البحار ۱۱/۱۸۔

[2] نور الابصار ۲۲۰۔

[3] المناقب ۲/۲۵۸۔

[4] مطالب السؤل ۷۷۔

ہیں۔ ان کی کنیت ابوالحسنؑ اور لقب زین العابدینؑ ہے۔ اور رسول اللہؐ نے ان کا نام سید العابدینؑ رکھا ہے۔ جیسا کہ ہم ان کے بیٹے محمدؑ علیہ السلام کی سیرت میں بیان کریں گے۔ اور سجاد ذوثفنات (گٹھوں والا) زکی اور امین بھی ان کے لقب ہیں۔ (ثفنات اونٹ کے اُن اعضاء کو کہتے ہیں جو اسے بٹھانے کے وقت زمین پر لگتے ہیں اور وہ سخت ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دونوں گھٹنے وغیرہ ثفنات کا واحد ثفنہ ہے) آپ کے سجدوں کے طول نے آپ کے گٹھوں میں اثر کیا تھا۔[1]

۱۲۔ شمس الدین محمدؒ بن طولون۔ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے چوتھے علیؑ (خدا ان سے خوشنود ہوا) ہیں۔ اور وہ ابوالحسن علیؑ بن الحسینؑ ابن ابی طالبؑ۔ جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں اور ایک نام علی اصغر بھی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ تابعین کے سادات آقاؤں میں ہیں زہری نے کہا ہے کہ میں نے کوئی قریشی ان سے بہترین نہیں دیکھا اور زین العابدین کو ابن الخیرتین کہا جاتا تھا۔ کیوں کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک بندوں میں دو بہترین خاندان ہیں۔ عربوں میں سے قریش اور عجم میں سے فارس انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ زین العابدینؑ کے فضائل و مناقب شمار و احصا سے زیادہ ہیں آپ کی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی۔[2]

۱۳۔ وزیر علی بن عیسیٰ اربلی کہتے ہیں کہ وہ جناب امام ربانی اور ہیکل روحانی، بدل الابدال زاہد الزہاد، قطب الاقطاب، عابد العباد، نور مشکوٰۃ رسالت، نقطہ دائرہ امامت اور ابن الخیرتین ہیں۔ دل کا قرار اور آنکھوں کی ٹھنڈک علیؑ بن الحسینؑ ہیں۔ تم کیا جانو کہ علیؑ بن الحسینؑ کیا ہیں۔

خوف خدا سے بہت آہیں بھرنے والے اللہ کی طرف زیادہ رجوع کرنے والے، سنت و کتاب کے عامل، درست و صحیح بات کرنے والے محراب عبادت کی زینت اور اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دینے والے، معارف کے درجات میں بلند ہونے والے۔ پس ان کا

---

[1] تذکرۃ الخواص ۱۸۳۔

[2] آئمۃ الاثنا عشر ۷۵۔

آج کا دن کل سے بلند و بہتر ہے۔ وہ اپنے معارف میں منفرد ہیں کہ جو تمام خلائق سے اپنے قدیم و حدیث (پرانے اور نئے) میں افضل ہیں، شرف میں ان کی حکمرانی ہے اور وہ اس کی بلندیوں پر ہیں اور بلند قدر ہیں اپنے لباس اور اپنی طیب ولادت سے جو کچھ انہوں نے گھیر رکھا ہے۔ اس سے دوسروں کو عاجز کر دیا ہے۔ کریم الاصل ہیں، روشن و واضح بنیاد والے، اور پاکیزہ اصل والے۔ ان کی تعریف سے توصیف کرنے والے کی زبان عاجز ہے اپنی تنہائیوں میں مناجات کے ساتھ منفرد ہیں۔ بس ملائکہ تعجب کرتے ہیں ان کے مواقف سے پروردگار کے خوف نے ان کے آنسو بہائے ہیں۔ الخ [۱]

۱۴۔ علامہ علیؒ بن محمدؒ مالکی جو صباغؒ کے لقب سے مشہور ہیں کہتے ہیں ان کے مناقب پر نظر ڈالئے تو وہ بہت ہیں ان کے امتیازات اور اوصاف مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وضو کرتے تو ان کا رنگ بدل جاتا۔ عرض کیا گیا اس کا کیا سبب ہے۔ تو آپ فرماتے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں [۲]

۱۵۔ ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان نے کہا ہے کہ ابو الحسن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (خدا ان سب سے خوشنود ہوا) جو زین العابدینؑ کے لقب سے مشہور ہیں جنہیں علی اصغر کہا جاتا ہے اور حسینؑ کی نسل نہیں چلی مگر ان ہی زین العابدینؑ کی اولاد سے۔ آپ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں اور تابعین کے سادات میں سے ہیں۔

زہری نے کہا ہے کہ میں نے کوئی قریشی ان سے افضل نہیں دیکھا اور یہ بھی کہا ہے کہ زین العابدینؑ کو "ابن الخیرتین" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں سے اللہ کو دو خاندان پسند ہیں۔ عرب میں سے قریش اور عجم میں سے فارس، اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ زین العابدینؑ کے فضائل و مناقب اس سے زیادہ ہیں کہ شمار کیے جائیں۔ [۳]

---

[۱] کشف الغمہ ۲۰۹۔

[۲] فصول المہمہ ۱۸۷۔

[۳] وفیات الاعیان ۲/۴۳۱۔

۱۶۔ واقدی کہتے ہیں کہ آنجناب سب لوگوں سے زیادہ اللہ کے لیے زیادہ صاحب ورع زیادہ عابد اور زیادہ متقی تھے۔ اور آپ چلتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو نہیں ہلاتے تھے۔[۱]

۱۷۔ علامہ محمد بن حبان بستی کہتے ہیں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ ابو الحسن فقہائے اہل بیت اور افاضل بنی ہاشم اور مدینہ کے زیادہ عبادت گزار افراد میں سے ہیں۔ الخ[۲]

۱۸۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، زین العابدینؑ قابل وثوق ثبت، عابد فقیہ اور مشہور فاضل ہیں۔[۳]

۱۹۔ استاد عبد العزیز سید الاہل نے کہا ہے کہ زین العابدین علی بن الحسین، سجادؑ اس کے محتاج نہیں ہیں کہ میں لوگوں سے ان کا تعارف کراؤں۔ یا جس قدر ان کی پہچان اور معرفت مجھے حاصل ہے وہ میں ان کے جاننے پہچاننے والوں کے سامنے پیش کروں۔ لیکن وہ شخص کہ جسے ضرورت ہو کہ اس کی تمجید و بزرگی حاصل ہو اور اُسے بلندی و فوقیت ملے۔ وہ میرا قلم دفتر اور سیاہی ہے۔ اس لحاظ سے کہ ان آلات کے ذریعہ اس عظیم بطل جلیل کی سیرت کو نظم میں لے آؤں۔

بعض اوقات ہمارا زمانہ اتراتا ہے اور اپنی موج میں موجزن ہے۔ اگر کسی چیز کو حق پہنچتا ہے کہ وہ فخر و مباہات کرے تو اس قلم کو یہ حق پہنچتا ہے، جو علی بن الحسینؑ کی سیرت کو نظم کر رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور سیاہی اور دوسرے قلموں پر فخر کرے[۴]

۲۰۔ استاد احمد فہمی محمد جو شرعی وکیل ہیں شہر جیزہ میں۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے والوں میں سب سے زیادہ صاحب علم و فضل، زیادہ با ورع زیادہ فقیہہ زیادہ عبادت گزار، زیادہ مکرم و محترم، زیادہ حلیم و بردبار زیادہ فصیح زبان، زیادہ

---

۱ البدایہ والنہایہ ۹/۱۰۴

۲ مشاہیر علماء امصار،

۳ تقریب التہذیب ۲۴۲

۴ اسی کتاب کا صفحہ ۴

کریم الاحسان تھے۔ فقراء پر عطوف ومہربان تھے۔ ضعیفوں ناداروں اور کمزور لوگوں کی مدد و اعانت فرماتے تھے اور ساتھ ہی نفوس میں ہیبت و دبدبہ اور دلوں میں عظمت و جلالت رکھتے تھے۔ الخ[1]

---

[1] یہ کتاب الامام زین العابدین علی بن الحسینؑ ص ۶۵۔

فرزدق کا قصیدہ

کتاب حلیہ، اغانی اور دوسری کتب میں ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے حج کیا اور لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے حجر اسود کا بوسہ نہ دے سکا پس اس کے لیے ایک منبر نصب کیا گیا اور وہ اس پر بیٹھا تھا اور اہل شام نے اسے گھیر رکھا تھا۔ کہ اچانک علی بن الحسین علیہما السلام تشریف لائے آپ نے ایک لنگ باندھی ہوئی تھی اور اوپر ایک رداڈال رکھی تھی۔ آپ کا چہرہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت روشن اور پاکیزہ خوشبو تھا۔ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا گویا بکری کا گھٹنا تھا۔ پس آپ نے طواف کرنا شروع کیا۔ جب آپ حجر اسود کے قریب پہنچے تو لوگ آپ کی ہیبت سے چھٹ گئے اور آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔

ایک شامی نے ہشام سے کہا کہ اے امیر المومنین یہ کون ہے۔ ہشام نے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ تاکہ اہل شام آپ کی طرف راغب نہ ہوں۔ فرزدق جو اس وقت وہاں موجود تھا اس نے کہا۔ لیکن میں اسے پہچانتا ہوں تو شامی نے کہا اے ابوفراس یہ کون ہیں۔

فرزدق نے اس وقت ایک قصیدہ انشا کیا۔ جس کا کچھ حصہ اغانی، حلیہ اور حماسہ میں ہے اور پورا قصیدہ یہ ہے۔

یا سائلی این حل الجود والکرم   عندی بیان اذا طلابه قدموا

اے مجھ سے سوال کرنے والے کہ جود و کرم کہاں اترا ہوا ہے۔ میرے پاس اس کا بیان ہے جب اس کے طلب گار آگے بڑھیں۔

ھذا الذی تعرف البطحاء وطأته   والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ ہے کہ بطحا کی وادیاں جس کو جانتی ہیں۔ خدا کا گھر اور حل و حرم اس کو پہچانتے ہیں

ھذا ابن خیر عباد اللہ کلھم   ھذا التقی النقی الطاھر العلم

یہ تمام اللہ کے بندوں میں بہترین کا فرزند ہے۔ یہ پاک وصاف و پاکیزہ اور بلند مقام ہے

هذا التقی احمد المختار والده　　　صلی علیه الاله ماجری القلم

یہ وہ ہے کہ احمد مختار جس کے نانا ہیں۔ کہ جس پر خدا نے درود بھیجا ہے جب سے قلم جاری ہوا ہے۔

لو یعلم الرکن من قد جاء یلثمه　　　لخر یلثم منه ما وطئ القدم

اگر رکن کو علم ہو جائے کہ کون اس کا بوسہ لینے آیا ہے تو وہ گر کر اس خاک کے بوسے لے جس پر ان کے قدم آئے ہیں۔

هذا علی رسول الله والده　　　امست بنور هداه تهتدی الامم

یہ علی بن الحسینؑ ہیں جو رسول اللہؐ کی اولاد ہیں کہ جن کے نور ہدایت سے ساری امتیں ہدایت حاصل کرتی ہیں۔

هذا الذی عمه الطیار جعفر　　　والمقتول حمزة لیس حبه قسم

یہ وہ ہیں۔ جن کا چچا جعفر طیار ہے اور شہید ہونے والا حمزہ شیر ہے جس کی محبت کی قسم

هذا ابن سیدة النسوان فاطمه　　　وابن الوصی الذی فی سیفه نقم

یہ سب عورتوں کی سردار فاطمہؑ کا بیٹا ہے اور اس وصی کا بیٹا ہے جس کی تلوار عذاب خدا ہے۔

واذا راته قریش قال قائلها　　　الی مکارم هذا ینتهی الکرم

جب قریش اسے دیکھتے ہیں تو کہنے والے نے کہا ہے۔ اس کے مکارم اخلاق تک کرم کی انتہا ہے۔

یکاد یمسکه عرفان راحة　　　رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

قریب ہے کہ رکن حطیم ان کی ہتھیلی کو پہچان کر انہیں روک لے جب کہ وہ اسے مس کرنے آئیں۔

ولیس قولك من هذا بضائره　　　العرب تعرف من انکرت والعجم

تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے۔ ان کے لیے کوئی ضرر رساں نہیں۔ جن کا تو نے انکار کیا ہے۔

اسے عرب و عجم جانتے ہیں۔

یغضی الی ذروہ العز التی قصرت عن نیلھا عرب الاسلام والعجم

وہ عزت کی اس چوٹی (مقام) پر فائز ہیں۔ جس کے حاصل کرنے سے عرب و عجم قاصر ہیں

یغضی حیاء ویغضی من مھابتہ فما یکلم الاحین یتبسم

وہ تو شرم و حیاء سے آنکھیں نیچی رکھتے ہیں۔ لیکن انکی ہیبت سے لوگوں کی نگاہیں نیچی رہتی ہیں۔ پس ان سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ مگر جب وہ تبسم فرماتے ہیں۔

ینجاب نور الدجی عن نور غرتہ کالشمس ینجاب عن اشراقھا الظلم

ان کی پیشانی کے نور سے تاریکی کافور ہو جاتا ہے۔ جس طرح سورج کے چمکنے سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔

بکفہ خیزران ریحہ عبق من کف اروع فی عرنینہ شمم

اس کے ہاتھ میں خیزراں کی چھڑی ہے جس کی خوشبو مہکتی ہے۔ ایسی ہتھیلی سے کہ جو زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے اس کی بینی میں دوسری خوشبوؤں سے۔

ما قال لا قط الا فی تشھد لولا التشھد کانت لاءہ نعم

انہوں نے کبھی بھی "لا" (نہیں) نہیں کہا۔ مگر تشہد میں اگر تشہد نہ ہوتی تو ان کی لا بھی "نعم" (ہاں) ہوتی

مشتقۃ من رسول اللہ نبعتہ طابت عناصرہ والخیم والشیم

رسول اللہ سے مشتق ہیں ان کی شاخ کہ جس کی جڑیں پاکیزہ ہیں اور عادات و خصائل

حمال اثقال اقوام اذا فدحوا حلو الشمائل تحلو عندہ نعم

قوموں کے بوجھ اٹھانے والے ہیں جب وہ مصیبت میں پھنس جائیں۔ جو شیریں شمائل ہیں ان کے پاس نعمتیں خوشگوار ہوتی ہیں۔

ان قال قال بما یھوی جمیعھم وان تکلم یوماً زانہ الکلم

اگر کوئی بات کرے تو ایسی بات کرے گا کہ سب کو گرویدہ بنا لے گا اور اگر کسی دن گفتگو کریں تو کلمات اسے زینت دیتے ہیں۔

هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله　　　بجده انبیاء الله قد ختموا

اگر تو اس سے جاہل ہے تو جان لے کہ وہ فاطمہ زہرا کا بیٹا ہے۔ اور اس کے جد پر انبیاء کا اختتام ہوا ہے۔

الله فضله قدما و شرفه　　　جری بذاك له فی لوحه القلم

اللہ نے اسے قدیم زمانے سے فضیلت بخشی ہے اور شرف دیا۔ اور اسی کے ساتھ اس کی لوح میں قلم جاری ہوا ہے۔

من جده دان فضل الانبیاء له　　　وفضل امته دانت لها الامم

ان کے جد وہ ہیں کہ تمام انبیاءؑ کی فضیلتیں ان سے کم ہیں اور امت کی فضیلت کے مقابلہ میں تمام امتیں پست ہیں

عم البریة بالاحسان وانقشعت　　　عنها العمایة والاملاق والظلم

ان کا احسان تمام مخلوق پر عام ہے اور ان کی وجہ سے اندھاپن فقر و فاقہ اور تاریکیاں دور ہو گئے ہیں۔

کلتا یدیه غیاث عم نفعهما　　　یستوکفان ولا یعروهما عدم

ان کے دونوں ہاتھ بادل ہیں کہ جن کا نفع سب کے لیے ہے وہ مسلسل برستے رہیں۔ اور ان کے لیے رکنا نہیں ہے۔

سهل الخلیقة لا تخشی بوادره　　　یزینه خصلتان الحلم والکرم

وہ نرم خو ہیں ان کی جلد بازیوں کا خوف نہیں ہے۔ انہیں دو چیزیں ایک حلم اور دوسرا کرم زینت دیتی ہیں۔

لا یخلف الوعد میمونا نقیبته　　　رحب الفناء اریب حین یعترم

یہ وعدہ خلافی نہیں کرتے مبارک ہے ان کی ذات وہ مہمان نواز اور صاحب عقل و خرد ہیں۔

من معشر حبهم دین وبغضهم　　　کفر وقربهم منجا ومعتصم

وہ ایسے گروہ میں سے ہیں جن کی محبت دین ہے اور جن کا بغض کفر ہے۔ جن کا قرب نجات

وحفاظت کا ذریعہ ہے۔

یستدفع السوء والبلوی بحبہم ویستزاد بہ الاحسان والنعم

برائی اور مصیبت ان کی محبت کی وجہ سے دفع کی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے احسان ونعمتوں میں اضافہ طلب کیا جاتا ہے۔

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل فرض ومختوم بہ الکلم

اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے ہر فریضہ وواجب میں اور اسی پر گفتگو کا اختتام ہوتا ہے۔

ان عد اھل التقی کانوا ائمتھم او قیل من خیر اھل الارض قیل ھم

اگر متقیوں کو گنا جائے تو یہ ان کے آئمہ ہیں۔ یا پوچھا جائے کہ اہل زمین سے بہترین کون ہے تو کہا جائے گا کہ یہی ہیں۔

لا یستطیع جواد بعد غایتھم ولا یدانیھم قوم وان کرموا

ان کی انتہا کے بعد کوئی سخی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی قوم ان کے نزدیک پھٹک سکتی ہے اگرچہ وہ کریم ہو۔

ھم الغیوث اذا ما ازمۃ ازمت والاسد اسد الشری والبأس محتدم

اگر لوگ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوں تو یہ ابر باراں ہیں اور اگر جنگ کی آگ بھڑک اُٹھے تو بیشہ کے شیر ہیں۔

یأبی لھم ان یحل الذم ساحتھم خیم کریم واید بالندی ھضم

مذمت ان کی ڈیوڑھی کے قریب آنے سے انکار کرتی ہے۔ کریم عادات ہیں اور ایسے ہاتھ ہیں جو سخاوت سے نہیں رکتے۔

لا یقبض العسر بسطا من اکفھم سیان ذلک ان اثروا وان عدموا

تنگ دستی ان کی ہتھیلیوں کو کھلے رہنے سے بند نہیں کر سکتی ان کے لیے برابر ہے کہ ان کے پاس دولت وثروت ہو یا نہ ہو۔

ای القبائل لیست فی رقابھم لاولیۃ ھذا اولہ نعم

کون سا ایسا قبیلہ ہے کہ جن کی گردنوں پر خود ان کے یا ان کے آباؤ اجداد کے احسان نہ ہوں۔

من یعرف اللہ یعرف اولیۃ ذا　　فالدین من بیت ھذا نالہ الامم

جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ ان کی اولیت کو بھی پہچانتا ہے۔ ان کے گھر سے ہی تمام امتوں کو دین حاصل ہوا ہے۔

بیوتھم فی قریش یستضاء بھا　　فی النائبات وعند الحکمان حکموا

ان کے گھر قریش میں ایسے ہیں کہ مصائب و آلام میں ان سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اگر یہ حکم کریں تو حق و باطل کے فیصلہ کے وقت بھی۔

فجدہ من قریش فی ارومتھا　　محمدؐ وعلی بعدہ علم

پس ان کے جد امجد قریش کی اصل اور جڑ میں ہیں۔ محمدؐ ہیں اور ان کے بعد بلند مقام علیؑ ہیں۔

بدر لہ شاھد والشعب من احد　　والخندقان ویوالفتح قد علموا

جنگ بدر اور احد کی گھاٹیاں اور خندق جن کی گواہ ہیں۔ اور فتح مکہ کو سب جانتے ہیں۔

وخیبر وحنین یشھدان لہ　　وفی قریضۃ یوم صیلم قتم

اور خیبر وحنین بھی ان کے کارناموں کی گواہی دیتے ہیں جنہوں نے سخت غبار جنگ کے فرض کو پورا کیا ہے۔

مواطن علمت فی کل نائبۃ　　علی الصحابۃ لم اکتم کما کتموا

یہ ایسے مقامات ہیں جو صحابہ کی ہر ہر مصیبت کے نازل ہونے کے موقع پر معلوم ہیں کہ جنہیں میں نہیں چھپا سکتا جس طرح کہ انہوں نے چھپایا ہے۔

تو ہشام آگ بگولہ ہو گیا اور فرزدق کا وظیفہ بند کر دیا اور کہا کہ ایسے اشعار تو نے ہمارے لیے کیوں نہیں کہے۔ تو فرزدق نے کہا کہ ان جیسا جد اور باپ ایسا باپ اور ماں ایسی ماں لے آؤ تاکہ میں تمہارے لیے بھی ایسے اشعار کہوں پس ہشام نے عسفان کے مقام پر جو مکہ

و مدینہ کے درمیان ہے فرزدق کو قید کر دیا۔

یہ خبر امام علی بن الحسین علیہما السلام کو پہنچی تو آپ نے بارہ ہزار درہم بھیجے اور فرمایا اے ابو فراس ہمیں معذور سمجھیں اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ہم وہ بطور صلہ تمہیں دیتے۔ فرزدق نے وہ رقم واپس کر دی اور کہلا بھیجا اے فرزند رسول اللہؐ میں نے نہیں کہا۔ جو کچھ کہا ہے۔ مگر خدا اور اس کے رسول کے لیے غضب ناک ہوتے ہوئے ہیں اس پر کوئی صلہ اور مال دنیا نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے دوبارہ اس کے پاس یہ کہلا کر درہم بھیجے کہ تمہیں میرے حق کی قسم ان کو ضرور قبول کرو۔ پس خدا نے تیرا مقام دیکھ لیا ہے۔ اور تیری نیت جان لی ہے فرزدق نے وہ رقم قبول کر لی۔ اور فرزدق نے قید میں رہتے ہوئے ہشام کی ہجو لکھی۔ جن اشعار میں ہجو لکھی ان میں سے دو شعر یہ ہیں۔

ایحبسنی بین المدینۃ والتی　　الیہا قلوب الناس یھوی منیبہا

یقلب رأساً لم یکن رأس سید　　وعیناً لہ حولاء باد عیوبہا

کیا مجھے اس مدینہ اور مکہ کے درمیان قید کرتا ہے۔ جس کی طرف لوگوں کے دل جھکتے ہیں اور وہ کہ جو انہیں پھیرنا چاہتا ہے۔ وہ پھیرتا ہے ایسے سر کو جو ایک آقا و سردار کا سر ہے اور اس کی بھینگی آنکھ ہے جس کا بھینگا پن ظاہر ہے۔

لہ البحار ۱۱/ ۳۷

خاتمۃ المطالب

اس کتاب میں عظیم امام علی ابن الحسین علیہما السلام کی زندگی کے مختصر حالات آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔ جن میں سے آپ کے چند ایک اقوال و افعال تھوڑی سی عبادت اور کچھ اوراد سے واقفیت بہم پہنچائی ہے کتاب کے آخر میں بڑے بڑے علماء و عظما اور اکابرین کے نظریات تحریر کئے ہیں جس میں آپ نے پڑھا ہے کہ ان کے یہاں مقام امام کی عظمت و بلندی اور بزرگی و جلال کی انتہا ہے اور انہوں نے آپؑ کی شان و شوکت کے عظیم ہونے کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف و اقرار کیا ہے۔

پس اے قاری محترم! مجھے امید ہے کہ آپ اس کتاب سے اس طرح خارج نہ ہو جائیں گے جس طرح کہ اس میں داخل ہوئے تھے بلکہ اس امام کی سیرت سے ایک راستہ اختیار کر کے اس پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور ایسی شعاعیں حاصل کریں گے کہ خود ان کی تصویر بن جائیں گے اور وہ نور حاصل کریں گے جس سے اپنی زندگی کی ہر راہ کو روشن و منور بنالیں گے خدا گواہ ہے اگر آپ نے ایسا کیا تو دنیا کی سعادتیں اور نیک بختیاں اور آخرت کی نعمتیں آپ ہی کے لیئے ہوں گی۔

میں آپ کے متعلق خیال کرتا ہوں کہ آپ کے نفس نے آپ کو وسوسے میں ڈال دیا ہوگا۔ کہ کون شخص قدرت رکھتا ہے کہ روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھے جیسا کہ اس پر امام کا عمل تھا کون طاقت رکھتا ہے اپنے دشمنوں سے روبرو جزا بھلا سن کر ان کے ساتھ نیکی و احسان کرے اور کس کی ہمت ہے کہ آٹے کی بوری اپنی پشت پر اٹھائے تاکہ شہر کے فقرا اور ان کی اولاد میں تقسیم کرے۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ اور میں آپ سے متفق ہوں کہ ہم لوگ اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔

امیر المومنین علیہ السلام کے کھانے اور لباس پر جسے آپ کھاتے اور استعمال کرتے تھے۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بے شک تم اس پر تو قدرت نہیں رکھتے لیکن ورع و اجتہاد اور عفت و راستی اختیار کر کے میری اعانت کرو۔

اگر ہمارے آئمہ علیہم السلام ہر روز ہزار رکعت پڑھتے تھے تو کیا ہم روزانہ کی واجب نمازوں کے ترک کرنے پر بھی معذور ہیں حالانکہ اُن حضرات نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعہ وہ ہیں کہ جو اپنے اعمال و اقوال میں ہماری پیروی کریں۔ پس اسے یاد رکھیں میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں وہ مددگار ہے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۸۶ء بروز منگل بعد دوپہر ایک بج کر سینتیس منٹ پر بر مکان سیٹھ نوازش علی ۸۱۔ اے بدست حقیر پر تقصیر سید صفدر حسین نجفی فرزند سید غلام سرور مرحوم اختتام پذیر ہوا۔ والحمد للہ اولاً و اخراً والصلوٰۃ والسلام علی النبی و آلہ دائما ابداً۔

سید صفدر حسین نجفی

۸۶-۳-۱